

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232829

UNIVERSAL
LIBRARY

امداد اہل الصلوٰۃ باشبائے جو بہانی الاوقات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ سبحانہ و العالیٰ رسولہ وآلہ واصحابہ الصلوٰۃ والتحتہ اما بعد طرف سے سید امداد اعلیٰ اکبر آبادی
کی واضح ہو کہ اندونیشین ایک فتویٰ مولوی محمد بشیر سوانی کا دیکھا گیا جسکا حاصل یہ ہے کہ نمازوں
پہنجانہ کو ان کے اوقات میں پڑھنا کچھ ضرور عین ہلاک ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں حضرمین
پڑھ لینا جائز ہے جو کہ یہ ایک ایسی بات تھی کہ اہل سنت کیا بلکہ کوئی اہل اسلام میں سے یہی شاید
اسکا قائل نہ ہو بحیثیت اسلامی ردا و سکا مناسب معلوم ہوا لہذا یہ رسالہ اس فتویٰ کے جواب میں
تحریر ہوا خدا ہی عزوجل ہمارا وسیع بہائی مسلمانوں کو اتباع حق کی توفیق دے اور دین میں
کجروی سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین قولہ دو نمازوں کا ایک وقت میں حضرمین جمع کرنا درست
لیکن سنت مسو کہ ہر نماز کا اپنے وقت میں پڑھنا ہر اقول اس قول کے جملہ اولیٰ سے حضرمین
جمع کرنا دو نمازوں کا فجر اور ظہر ہو یا ظہر اور عصر ہو یا عصر اور مغرب یا مغرب اور عشاء اور
فجر ایک وقت میں جائز نکلتا ہے۔ اور جملہ ثانیہ سے حضرمین جمع کرنا پانچوں نمازوں کا کسی
ایک وقت میں بھی درست معلوم ہوتا ہے سو جواز جمع کا اس عموم کے ساتھ حضرمین کیا بلکہ سفیرین
یہی شاید کسی کا اہل اسلام میں سے مذہب نہ ہو پس یہ قول باطل ہے۔ باقی حضرمین بدون
نذر کے جمع کرنا ظہر اور عصر کا وقت ظہر یا وقت عصر میں اور جمع کرنا مغرب اور عشاء کا وقت مغرب
میں یا وقت عشاء میں المذہب بلکہ دیگر المذہب اہل سنت کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔
نووی وغیرہ نے۔ ابن سیرین۔ اور ربیعہ۔ اور شہب۔ اور ابن مندہ۔
اور قتال کبیر۔ اور ایک جماعت محدثین۔ سے جواز اس جمع کا حضرمین الیٰ حق

بشرط اس کے کہ حج کرنا والا اس کی عادت نہ کرے نفل کیا ہے سوحت نفل میں اس کے کلام ہے سوحت اس کی
 پہونچا نا بدہ معنی سوحت ہے اور سوحت اس کی نہیں پہونچ سکتا ہے مگر تالیفات اصحاب ان
 اقوال سے یا سانیہ صحیحہ سے ساتھ تو شیعہ و سائطہ کلامیاء و خطابی اور نووی اور
 ابن حجر وغیرہم اور اصحاب ان اقوال کے اور بر تقدیر سوحت نفل یہ اقوال کہ مخالف اجماع
 متقدم ہیں لایق اعتبار نہیں۔ اور ہر نماز کے اپنے وقت میں پڑھنے کو سنت مسوکہ کہنا
 بالکل غلط ہے بہت آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں اس پر کہ ہر نماز کا اس کی وقت میں پڑھنا
 واجب ہے منجز اور آیات کے چہ آیتین بیان ذکر کیجاتی ہیں آیت اولی۔ ان الصلوۃ
 کانت علی المؤمنین کما بامو قوتا۔ تحقیق نماز ہے اور پر مسلمانوں کے لکھی ہوئی فرض وقت مقرر
 کی ہوئی۔ کشاف میں ہے ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کما بامو قوتا محدودا باوقات لایجز
 اخرها عن اوقاتها علی اسی حال کتم من خوف او امن۔ تحقیق نماز ہے اور پر مسلمانوں کے لکھی
 ہوئی فرض موقوف محدودا ساتھ وقتوں کے نہیں جائز ہے خارج کرنا اور سکا اس کی وقتوں سے جس
 حال پر کہ ہو موقوف خوف پر یا حالت امن پر۔ تفسیر بیضاوی۔ میں مرقوم ہے۔
 ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کما بامو قوتا۔ فرض محدودا باوقات لایجز اخرها عن اوقاتها
 فی شے من الاحوال۔ تحقیق نماز ہے اور پر مسلمانوں کے کتاب موقوف یعنی فرض محدودا ساتھ
 وقتوں کے نہیں جائز ہے خارج کرنا اور سکا اس کی وقتوں سے سچ کسی حال کے تفسیر حطیب میں ہے
 ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کما بامو قوتا۔ اسی مکتوباً منفرداً (مو قوتا) اسی مقتدر
 وقہا لایؤخر عنه ولا یقصر عنہ۔ تحقیق نماز ہے مسلمانوں پر کتاب یعنی لکھی گئی فرض کی گئی موقوف
 یعنی وقت مقرر کئے گئے کہ نہ مؤخر کیجاسے اور نہ مقدم کیجاسے اور موقوف پر۔
 تفسیر نیشاپوری میں ہے۔ ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کما بامو قوتا
 اسی مکتوبہ و موقوفہ محدودا باوقات لایجز اخرها عن اوقاتها فی شدۃ الخوف۔
 تحقیق نماز ہے اور پر مسلمانوں کے کتاب موقوف یعنی لکھی گئی فرض وقت مقرر

کی گئی حد باندھی گئی ساتھ وقتوں کے کہ نہیں جائز ہے خارج کرنا اور وقتوں سے
 اگرچہ بیچ شدت خوف کے۔ تفسیر مظہری۔ میں ہے ان الصلوٰۃ کانت علی
 المؤمنین کتاباً اسی مکتوباً مفسر وضاً (موقوفاً) محدوداً بالاقوات لایجز انزلھا
 ما کمین۔ تحقیق نماز ہے اور پڑھنا انوں کے کتاب یعنی کہی گئی فرض کی گئی موقوف
 یعنی محدود ساتھ وقتوں کے کہ نہیں جائز ہے اخراج اور سکنا اور سکنا اور وقتوں سے۔
 مدارک۔ میں ہے۔ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوفاً (مکتوباً) محدوداً بالاقوات
 معلومہ۔ تحقیق نماز ہے اور پڑھنا انوں کے کتاب موقوف یعنی فرض کی گئی محدوداً ساتھ وقتوں
 معلومہ کے۔ تفسیر کبیر۔ میں ہے۔ واعلم انه تعالیٰ بین فی ہذہ الآیۃ ان وجوب الصلوات
 مقدر باوقات مخصوصۃ الا انداجل ذکر الاوقات ہہنا وہینا فی سائر آیات اور جان کے کہ
 تحقیق اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اس آیت میں کہ واجب ہونا نماز و تکلیف یہ ہے ساتھ اوقات
 مخصوصہ کے مگر تحقیق اللہ نے اجمال کیا ہے ذکر اوقات میں یہاں اور تفصیل سے
 بیان کیا ہے بیچ باقی آیتوں کے۔ آیت ثانیہ حافظ علی الصلوات والصلوۃ
 الوسطی۔ محافظت کرو تم اور پر نمازوں کے اور نماز بیچ والی یعنی عصر کی۔
 تفسیر بیضاوی۔ میں ہے۔ حافظ علی الصلوات بالاداء لوقتہا والحدود علیہا۔
 مداومت کرو تم اور پر نمازوں کے ساتھ ادا کرنے کے اور وقت میں اور ساتھ مداومت
 اور تفسیر طیب۔ میں ہے۔ حافظ علی الصلوات (ان خمس باداء فی اوقاتہا
 محافظت کرو تم اور پر نمازوں کے بیچ کے ساتھ ادا کرنے اور انکی کے اور وقتوں میں
 معالمت التفسیر میں ہے۔ (حافظ علی الصلوات) اسی واجب اور ادا و مواعید علی الصلوات
 المکتوبات لمواقیہہا وحدودہا واما انہا۔ محافظت کرو تم اور پر نمازوں کے یعنی
 مواظبت کرو اور مداومت کرو اور پر نمازوں کے فرضوں کے ساتھ وقتوں اور انکی کے اور
 حدود اور انکی کے اور ساتھ تمام کرنے رکھنوں اور انکی کے۔ اور مدارک میں ہے

حافظ اعلیٰ الصلوٰۃ اسی دعواموا علیہا بموافقیہا دار کا تھا و شر الٹھا۔ محافظت کرواد نمازون کے یعنی مداومت کرواد پر نمازون کے ساتھ وقتون اونکے کے اور کنون اونکی اور شرطون اونکی کے۔ اور تفسیر ابو السعود۔ میں ہے۔ حافظ اعلیٰ الصلوٰۃ اسی دعواموا علیٰ دار الالافا نہاس غیر اخلال شے نہنا۔ یعنی محافظت کرواد پر نماز یعنی مداومت کرواد پر ادا اونکی کے وقتون اونکی میں بدون اخلال کے ساتھ کسی شے کے اونین سے۔ آیت ثالثہ۔ و اتم الصلوٰۃ طرفی النہار و رلفاسن اللیل۔ اور قالم کر نماز کو دو طرف و عین چنڈ ساعتونین رات سے۔ طرفی النہار منصرفہ طرفیت پر۔ اور رلفاسن اللیل مسطوف ہے اس پر کذا فی تفسیر ابی السعود وغیرہ دو طرفین و نکی صبح اور شام میں۔ اور بقول ابن عباس و طرفین و نکی صبح اور عصر میں۔ اور بقول حسن بصری و طرفین نکی صبح اور عصر میں۔ اور بقول مجاہد و طرفین و نکی نماز صبح اور ظہر اور عصر میں اور بقول مقاتل نماز فجر اور عصر ایک طرف ہے اور نماز عصر اور مغرب و وسطیٰ ہے کہ کذا فی حکم التنزیل آیت رابعہ۔ اتم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل و قرآن الفجر۔ قالم کر نماز کو وقت ڈہنے سورج کے اندھیری رات تک اور نماز فجر کو لام لدلوک الشمس میں و اعلیٰ وقت ہے کہ کذا فی تفسیر البصاوی وغیرہ۔ دلوک کی تفسیر میں اختلاف ہے عبد اللہ بن سعود نے کہا دلوک ڈوبنا سورج کا ہے۔ نخی۔ اور مقاتل بن حبان۔ اور ضحاک۔ اور سدسی۔ کا یہی قول ہے۔ اور ابن عباس اس میں ابن عمر اور جابر نے کہا کہ دلوک ڈوبنا سورج کا ہے۔ عطا۔ اور قتادہ۔ اور مجاہد اور حسن بصری۔ اور اکثر تابعین۔ کا یہی قول ہے۔ اور غسق اللیل۔ کئی تفسیر میں۔ ابن عباس نے کہا کہ وہ ظاہر ہو رات کا ہے۔ اور قتادہ نے کہا کہ وہ وقت نماز مغرب کا ہے۔ اور مجاہد نے کہا کہ وہ ڈوبنا آفتاب کا ہے۔ اور قرآن الفجر سے مراد نماز فجر ہے۔ فرار نے کہا کہ نصب فی ان الفجر کو یب عطف کے ہے بصلوٰۃ

اور اہل بصرہ نے کہا کہ نصب اوسکو اور اعضاء کے ہے یعنی وعلیک قرآن فخر کدانی
 العالم وغیرہ۔ ابو السعود۔ نے کہا ہے۔ ولین المراد اقامتہا فیما بین الوقین

علی وجہ الاستمرار بل اقامتہ کل صلوة فی وقتہا الذی عین لہا بیان جبریل علیہ السلام
 اور نہیں مراد ہے قائم کرنا نماز کا بیچ مابین دو وقت کے بروجہ استمرار بلکہ مراد قائم
 کرنا ہر نماز کا ہے اوسکے وقت میں جو معین ہے اوسکے لئے ساتھ بیان جبریل علیہ السلام کے

آیت خامسہ۔ فاصبر علی ٰ یقولون وسیع محمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل
 غروبہا ومن انار الذلیل فسبح واطراف النہار لعلک ترضی۔ سوا صرار کر او پر
 اوسکے جو کہتے ہیں اور سبچ کر ساتھ حمد پر ورد گار اپنے کے۔ یعنی نماز پڑھ۔ پہلی
 نکلنے سورج کے۔ یعنی نماز پڑھ فجر کی۔ اور پہلی ڈوبنے سورج کے۔ یعنی نماز پڑھ
 ظہر اور عصر کی۔ اور سبچ گہریوں رات کے پس سبچ کر۔ یعنی مغرب اور عشا کی نماز
 پڑھ۔ اور سبچ کناروں دنگے یعنی نماز پڑھ فجر اور مغرب کی شاید کہ تو راضی ہو۔
 اطراف النہار نگریر ہے واسطے نمازوں صبح اور فجر کے بقصد اختصاص کے۔

آیت ساوسہ۔ سبحان الذین تسون وحین تصبحون ول الحمد فی السموات
 والارض وعشیا وحین ظہرون۔ سو پاکی ہے اللہ کو جب کہ شام کرتے ہو تم اور جبکہ
 صبح کرتے ہو تم اور اوسیکے لئے ہے سب تعریف آسمانوں اور زمین میں اور آخر زمین
 اور جبکہ ظہر کرتے ہو تم۔ یہاں تا اخبار ہے بمعنی النشاکے یعنی ام کے اور عشیا
 معطوف ہے حین تسون پر۔ اور (لہ الحمد فی السموات والارض) جو معترضہ ہے
 ابن عباس سے کہ یہ آیت جامع پنج نمازوں کو مراد تسون سے نماز مغرب اور عشا فجر
 اور تصبحون سے نماز فجر۔ اور عشیا سے نماز عصر۔ اور ظہرون سے نماز ظہر کدانی
 تفسیر البضاوی وغیرہ۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں کہا ہے والایات الدالہ
 علی تفصیل الاوقات اربع۔ الآیۃ الاولی۔ قوله سبحان الذین تسون وحین

تصبحون) و ہذا الایہ امین آیات المواقیف فقوله فبجان الله) امی سجدوا لله مستحضرا
 للہ صبحین تسون ارادہ صلوۃ المغرب والعشاء۔ وصین تصبحون ارادہ صلوۃ الصبح۔
 وعشیا ارادہ صلوۃ العصر۔ وصین تطہرون) صلوۃ الطہر۔ الایہ الثانیۃ۔ قولہ اقم الصلوۃ
 لدلوک الشمس الی غسق اللیل) اراد باللوک اداء الفذل فی صلوۃ الطہر والمغرب
 والعشاء ثم قال وقرآن الفجر) ارادہ صلوۃ الصبح۔ الایہ الثالثہ۔ قولہ وسج سجدة رکب
 قبل طلوع الشمس وقبل غروبها ومن اناء اللیل فصبح واطراف النهار) فمن الناس من قال
 ہذا الایہ تمل علی الصلوات خمس لان الزمان اما ان یتکون قبل طلوع الشمس وقبل
 غروبها فاللیل والنہار داخلان فی ہئین اللطیفین۔ الایہ الرابعہ۔ قولہ
 واقم الصلوۃ طری فی النہار وری فی اللیل) فالمراد بطری فی النہار الصبح والعصر۔ وقولہ
 من اللیل) المغرب والعشاء۔ آیتین دلالت کرنی والدین تفصیل اوقات پیر چارہین
 آیت چہلی قول اللہ تعالیٰ کا سورہ روم میں فبجان الله صبحین تسون وصین تصبحون۔ ہر
 اور یہ آیت امین آیات مواقیف ہے۔ پس قول اللہ تعالیٰ کا فبجان الله
 یعنی سجدوا لله معنی او سکی پیچیدہ کہ نماز پڑھو تم اللہ کے لئے جب کہ شام کرو تم اور مردانہ
 مغرب اور عشاء کی ہے۔ اور قول اللہ تعالیٰ کا وصین تصبحون مراد اوس سے
 نماز صبح کی ہے۔ اور قول اللہ تعالیٰ کا وعشیا مراد اوس سے نماز عصر کی ہے۔
 اور قول اللہ تعالیٰ وصین تطہرون) مراد اوس نماز طہر کی ہے۔ اور آیت دوم
 قول اللہ تعالیٰ کا سورہ نبی اسرائیل میں اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل ہے
 مراد لوک سے ڈھانسا سورج کا ہے پس داخل ہے اوس میں نماز طہر اور عصر اور مغرب
 اور عشاء کی پھر فرمایا وقرآن الفجر) مراد اوس سے نماز صبح کی ہے۔ آیت تیسری۔
 قول اللہ تعالیٰ کا سورہ طہ میں (وسج سجدة رکب قبل طلوع الشمس وقبل غروبها ومن اناء اللیل
 فصبح واطراف النهار) ہے۔ پس بعض لوگوں میں سے وہ ہے جسے کہا بہ دلالت

کرتی ہے اور پرنارون پانچ کے اسیلئے کزمانہ یسوح کے کلنے سے پہلے ہے یا سوح کے ڈوبنے
 سے پہلے رات اور دن داخل ہیں ان دو لفظوں میں۔ آیت چوتھی قول اللہ تعالیٰ
 کا سورہ ہود میں (اُمّ الصلوٰۃ طرفی النہار و زلفان اللیل) ہے۔ مراد طرفی النہار سے
 نماز صبح اور عصر کی ہے۔ اور قول اللہ تعالیٰ کا زلفان اللیل (مراد اوس سے نماز
 مغرب اور عشاء کی ہے۔ اور منجملہ اون احادیث کے پانچ حدیثیں یہاں مذکور ہوئی ہیں
 حدیث اول۔ صحیح مسلم میں ابو قتادہ سے روایت ہے کہ۔ ان النبی صلعم قال
 لیس فی النوم لفراط انما التفريط علی من لم یصل الصلوٰۃ حتی تجبی وقت الصلوٰۃ الاخری
 تحقیق بنی صلعم نے فرمایا نہیں ہے سو جائز نہیں تقصیر سوا اسکے کہ نہیں تقصیر اس پر جسے
 نہ پڑ ہی نماز یہاں تک کہ آجائے وقت نماز دوسری کا۔ حدیث ثانی۔ بھی صحیح مسلم
 میں عبادہ بن الصامت سے روایت ہے کہ قال قال لی رسول اللہ صلعم انہا سیکون
 علیکم امران شہکم شیاء عن الصلوٰۃ حتی یذهب وقتہا فصلوا الصلوٰۃ لو تمہا۔ کہا عبادہ نے
 کہ فرمایا مجھے رسول اللہ صلعم نے بیشک قریب ہے کہ ہوگی اور تمہارے امرار باز کہیں گے
 اوکو شیاء نماز سے یہاں تک کہ جاتا رہے گا وقت نماز کا پس پڑ ہو تم نماز کو وقت معین
 اوکی میں۔ حدیث ثالث سنن ابی داود اور مسند امام احمد میں عبادہ بن
 الصامت سے روایت ہے کہ۔ قال قال رسول اللہ صلعم خمس صلوات افترضہا اللہ
 من حسن و قعود من و صلا من وقتہن و اتم رکوعہن و خشوعہن کان لہ علی اللہ عہد ان
 یغفر لہ و من لم یفعل فلیس لہ علی اللہ عہد ان یشاء غفران شاء و غفرہ۔ کہا عبادہ نے کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازین کو فرض کیا ہے اوکو اللہ نے جسے اچھا کیا وہ
 اوکا اور پڑھا اوکو وقت وقت معین اوکی اور کامل کیا اونکے رکوع کو اور خشوع کو ہوگا
 اوکی لئے اللہ پر عہد یہ کہ بخشے اوکو اور جسے نہ کیا یہ میں نہیں ہے اوکی لئے اللہ پر عہد
 اگر چاہے بخشے اور اگر چاہے عذاب کرے اوکو۔ حدیث رابع۔ سنن ابن ماجہ

اور سند امام احمد میں بریدہ سلمیٰ سے روایت ہے۔ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوہ
 فقال بکروا بالصلوة فی یوم الغیم فانه من فائتہ صلوۃ العصر حبط عملہ۔ کہا بریدہ نے یہی ہم
 ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سچ ایک غزوہ کے پس فرمایا آپ فی اول وقت پڑھو نماز کو سچ دن
 بادل کے اسلئے کہ جسکی قوت نبوی نماز عصر کی حبط ہوا عمل اسکا۔ حدیث خامس۔

صحیحین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم الاخراب مالار
 اللہ قبورہم ویوئہم نار کما شغلونا عن الصلوۃ الوسطی حتی غابت الشمس۔ تحقیق نبی صلی
 نے فرمایا دن جنگ اخاب کے بہرے اللہ اوکی قبر و زمین اور اونکے گہروں میں آگ
 جیسا کہ روکا دہون نے ہو گا غزوہ سلمیٰ سے یہاں تک کہ چپ گیا سورج۔

لہذا شوکالی نے در ربیہ میں لکھا ہے۔ التوقیت واجب یعنی نماز کو اس کے وقت میں
 پڑھنا واجب ہے۔ اور در رمی مضیہ شرح در ربیہ میں ذکر کیا ہے کہ اختلاف ہے جواز
 جمع میں بغیر غدر کے اور حتی عدم جواز اسکا ہے اور توقیت واجب ہے بنا بر و ر و د اور صحیح
 کے ساتھ تاویہ صلوۃ کے اس کے وقت میں اور و ر و د نہی کے ادا کرنے اس کے سبب سے ج غدر
 اس کے۔ قولہ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر و عصر کو اور مغرب اور عشا کو جمع کیا ہے لفظ صحیح بخاری
 یہ ہے۔ حدیث ابوالنعمان قال حدثنا طاد بن زید عن عمرو بن دینار عن جابر بن زید عن

عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی بالمدینۃ سبعاً وثمانیا الظہر والعصر والمغرب والعشا وفعال
 ایوب علیہ فی البیۃ فیظیرۃ قال عسی انتہی۔ اقول جب کہ وجوب ہر نماز کے ادا کرنا اسکا
 وقت میں یہ آیات و احادیث ثابت ہو چکا تو اس حدیث ابن عباس سے عدم وجوب اسکا
 ثابت نہیں ہو سکتا ہے اسلئے کہ اس حدیث کے معنی میں احتمالات ہیں اور احتمال جمع
 صوری کا اقوی الاحتمالات ہے پس استدلال ساتھ اس کے مدعی مفتی پر نہیں ہو سکتی ہے
 قولہ اور جو لوگ کہ جمع میں الصلوۃ تین فی الحضر کو ناجائز کہتے ہیں وہ اس حدیث سے

چند طرح جواب دیتے ہیں عمدہ ترین اوجوبہ پانچ معلوم ہوتی ہیں اسلئے ہم انکو نقل کر کے ہر ایک کا کشف حقیقت نگہ دیتے ہیں اول یہ حدیث معارض ہے ساتھ دوسری حدیث

ابن عباس کی جو جامع ترمذی میں مروی ہے لفظ اوکٹاہہ ہے عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من جمع بین الصلوٰتین من غیر عذر فقد آتی باب الکبائر انتہی حال اسکا یہ ہے کہ اس حدیث کی اسناد میں جنس بن قیس واقع ہے اور وہ ضعیف جامع ترمذی میں قوی ہے وہو ضعیف عند اہل الحدیث ضعف احمد وغیرہ انتہی پس یہ حدیث صلاحیت معارضہ حدیث صحیحین کی نہیں کہتی اقول یہ جواب محققین کا نہیں ہے اور یہ حدیث مرفوعہ الہم ضعیف ہے لیکن موقوفہ فاکئی طرق سے آئی ہے۔ حاکم نے مستدرک میں اپنی فتاویٰ عدوی سے روایت کیا ہے کہ ان عمر کتب الی عامل لکث من الکبائر اجماع بین الصلوٰتین الا من عذر

والفرار عن الزحف والنہی۔ تحقیق عمر بن الخطابؓ لکھا طرف اپنی عامل کی تین ہیں گناہوں کبیرہ میں سے جمع کرنا درمیان دو نمازوں کے مگر عذر سے اور یہاں گناہ لڑائی سے اور لوٹ کرنا۔ اور ابن ابی شیبہؒ نے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے ابو موسیٰ اشعری

سے کہ قال اجماع بین الصلوٰتین من غیر عذر کبیرہ من الکبائر۔ کہا ابو موسیٰ اشعریؒ نے کہ جمع کرنا درمیان دو نمازوں کے بدون عذر کے کبیرہ ہے کبائر میں سے۔ اور ابی ابن ابی شیبہؒ نے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے ابی بن عبد اللہ سے کہ جاء کتاب عمر بن عبد العزیز

الاجماع بین الصلوٰتین الا من عذر۔ مسئلہ عن ابراہیم واسود و اہباب۔ آئی ہماری پاس کتاب عمر بن عبد العزیزؒ کی کہ نہ جمع کرو تم درمیان دو نمازوں کے مگر ساتھ عذر کے اور اسے طرح روایت کیا گیا ہے ابراہیم نخعی اور اسود اور اسکی اہباب سے اور یوقوف ایسی موقع میں حکم مرفوع کہتی ہے قولہ دوم یہ حدیث محمول طبریری اس جواب کے رد کرتی ہے

دوسری روایت صحیح مسلم کی حسین بن غریف ولا عذر کا لفظ واقع ہے اقول نام لکھتے ہو طبرانی ہے ازبکی لکھتے مگر ظن کہتا نہیں اسکا کہ یہ تھا ہیچ مینہ کے۔ زرقلانی نے شرح موطا میں لکھا کہ

ووافقت علی ما نقلہ جماعة من اہل المدینۃ وغیرہما سنہم الشافعی قال ابن عبد البر۔ اور موافقت کی ہے مالک کی اور پروا کی جب کا ملین کیا ہے مالک نے ایک جماعت نے اہل مدینہ اور غیر مدینہ سے کہ انہیں میں سے شافعی ہیں کہا ہے اسکو ابن عبد البر نے۔ اور روایت فی غیر خوف ولا عند صحیح مسلم میں نہیں پاتا ہوں۔ ہاں صحیح مسلم میں۔ عن الأعمش عن حبيب بن أبي ثابت عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال جمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الظهر والعصر والمغرب والعشاء بالمدینۃ فی غیر خوف ولا سفر۔ البتہ موجود ہے یہ روایت قطع نظر اسلئے کہ مخالف ہے روایت مشہور کی کہ میں فی غیر خوف ولا سفر سے نہ فی غیر خوف ولا مطر چنانچہ صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد اور سنن نسائی اور سوطی مالک میں ہر روایت سعید بن جبیر ابن عباس سے فی غیر خوف ولا سفر مروی ہے۔ اس میں بھی روایت فی غیر خوف ولا مطر میں۔ ایک راوی اعمش ہے سوال اسکا یہ ہے۔ قال علی بن سعید القاسمی سمعت احمد بن حنبل یقول تصور اثبت اہل الکوفۃ فی حدیث الأعمش اضطراب کثیر۔ وقال الجوزجانی قال وہب بن زید المرزوقی سمعت ابن المبارک انما اقص حدیث اہل الکوفۃ ابو اسحق الأعمش۔ وقال جریر بن عبد الحمید سمعت النخعی یقول اہل مالک اہل الکوفۃ ابو اسحق اعمش کم ہذا۔

لذا فی المیزان للذہبی۔ کہا علی بن سعید قسوی نے کہ سنائیں احمد بن حنبل سے کہ کہتے تھے تصور اثبت اہل کوفہ کا ہے اور حدیث اعمش میں اضطراب بہت ہے۔ اور کہا جوزجانی نے ذکر کیا وہب بن زید مرزوقی نے سنائیں نے ابن المبارک سے کہ سوا اسکے نہیں کہ فاسد کیا ہے حدیث اہل کوفہ کو ابو اسحق اعمش نے۔ اور کہا جریر بن عبد الحمید سنائیں بغیر ہر سے کہ کہتے تھے بغیر ہر ہاں کیا اہل کوفہ کو ابو اسحق اعمش تنہا ہی نے جو یہ ہے۔ تقریب نووی میں مرقوم ہے۔ و رہا بالسیطہ شیخہ واسقط غیرہ لکونہ ضعیفاً و غیر تحسینا للحدیث۔ اور یہاں وقت نہیں ماقط کرتا ہے راوی مدرس اپنی شیخ کو اور ساقط کرتا ہے غیر شیخ کو مانند شیخ الشیخ او راوس سے اعلیٰ کو بسبب ضعیف یا ضعیف

ہوئے غیر شیخ کے تخمین حدیث کے لیے۔ تدریث الراوی میں اس قول کی شرح میں
 مذکور ہے۔ قال الخطیب وكان الأعمش وسفيان الثوري يفتلان مثل هذا۔ وقال الحارثي
 وباجله فهذا النوع افحش النوع التذليس وشربا۔ وقال العراقي وهو فاحش فحينئذ لم يفعلا
 وقال شيخ الاسلام الاشك انه جرح ووصف به الثوري واعمش فلا اعتماد را انهما لا يفتلان الا
 في حق من يكون ثقة عندنا ضيقا عند غيرنا۔ کہا خطیب بغدادی نے اور یہی اعمش اور سفیان
 ثوری تدلیس کرتے مثال سکی۔ اور کہا علانی نے اور باجھو پس یہ قسم تدلیس کی افحش اقسام
 تدلیس اور بدترین انواع تدلیس ہے۔ اور کہا عراقی نے اور یہ قسم تدلیس کی فاحش
 اوسمین جسے عمد کیا ہے اسکو۔ اور کہا شیخ الاسلام یعنی حافظ ابن حجر نے کہ نہیں شک
 ہے اسہین کہ یہ قسم تدلیس کی جرح ہے اور موصوف ہیں اس قسم کی تدلیس کے ساتھ۔
 سفیان ثوری۔ اور اعمش۔ پس نہیں مقبول ہے عذر اسطرح کہ یہ دو نو نہیں کرتے
 نئے تدلیس کو مگر حق میں اس کے جو ثقہ ہوتا نزدیک ان کے اوضیف ہوتا نزدیک ان کے غیر
 کے۔ پس یہ روایت ایسی نہیں جس سے یہ تاویل رد ہو سکے۔ اور زرقانی نے
 نے شرح موطا میں لکھا ہے۔ واجاب البیهقی بان الاولی روایت الجمهور فی اولى قال
 وقد روينا عن ابن عباس وابن عمر اجمع بالمطرد هو يود السائل۔ واجاب غیرہ
 بان المراد ولا مطر كثير ولا مطر مستدام فقلنا انقطع في السائل الثانية۔ جواب دیا بیہقی
 نے روایت مسلم سے جس میں فی غیر خوف ولا مطر ہے اسطرح کہ پہلی روایت جمهور کی ہے جس میں
 لا مطر نہیں پس روایت جمهور کی اولی ہے اور روایت کئے گئے ہیں ہم ابن عباس
 اور ابن عمر سے صحیح کو سبب مطر کے اور وہ موید ہے اس تاویل کا۔ اور جواب دیا ہے
 غیر بیہقی نے کہ مراد لا مطر سے لا مطر كثير اور لا مطر مستدام ہے پس شاید کہ مدینہ شطیح ہو گیا
 تھا درمیان دوسری غار کے قولہ یوم یہ کہ حدیث محمول جمع صوری پر ہے لیکن یہ
 جواب بھی صحیح ہے کیونکہ احتمال جمع صوری حدیث عرفات و مزدلفہ میں بھی قائم ہے باتمک۔

وطن بالا جماع صحیح حقیقی درست ہے اقول اگر وجود محال جمع صوری حدیث عرفات اور
 اور مزدلفہ میں فرض کیا جائے تو کیا محال ہے اجماع میں اس لیے کہ محال جمع حقیقی بھی موجود ہے
 اور جب اہل اجماع نے محال جمع حقیقی پر سبب کسی مرجع کے اجماع کر لیا تو محال جمع صوری
 سبب اجماع کے ساقط ہو گیا بخلاف محال نزاع کے کہ یہاں ایسا نہیں ہے جہاں تک
 حدیث مزدلفہ اور عرفات میں محال جمع صوری نہیں ہے۔ سنن نسائی میں حدیث ہے

عبداللہ بن مسعود سے کہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الصلوۃ لوقمہا بالاجماع وعرفات -

کہا عبداللہ بن مسعود نے کہ تمہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے نماز کو اس وقت میں مگر
 مزدلفہ اور عرفات میں کہ جمع کیا آپ نے نماز ظہر اور عصر کو وقت ظہر میں اور جمع کیا اپنے زمانہ
 عشا کو وقت عشا میں۔ صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ قال مارایت

النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ لغير سقاہا الا سواتین جمع بین المغرب والعشا بجمع کہا ابن مسعود نے
 کہ نہیں دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتا ہوں نماز چ غیر وقت اس کی کہ سوا دو نمازوں کے کہ
 جمع کیا درمیان مغرب اور عشا کو جمع مزدلفہ کے۔ مانند اس کی روایت کیا گیا ہے ابن مسعود سے
 صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد اور سنن نسائی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں قول بعض لوگ حدیث
 صحیح مسلم صحیح صوری پر استدلال کرتے ہیں کیونکہ اس کی ایک روایت میں ہے۔

قلت یا ابوالشعرا اظنہ ظہر ظہر وعجل العصر و اخر المغرب وعجل العشاء قال وانا ظن ذلك۔ لیکن یہ استدلال
 منطوق یہ ہے کیونکہ یہ ظن جابر بن زید کا ہے نہ حدیث مرفوعہ اور ظن تابعی کا حجت شرعی نہیں ہے علاوہ اس کہ
 جابر بن زید کو خود تردید ہو کیونکہ حدیث بخاری سے معلوم ہوا کہ وہ اس کو مطلقاً محمول کرتا ہے غنا قاطب
 النطنان بعض کہتے ہیں کہ حدیث مرفوعہ سے جمع صوری ثابت ہے کیونکہ نسائی میں موجود ہے
 عن ابن عباس قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمدينة ثمانیا جمیعا اخر الظہر وعجل العصر و اخر المغرب
 وعجل العشاء لیکن یہ بھی غلط ہے کیونکہ حدیث نسائی مدرج ہے دلیل اس پر یہ ہے کہ حافظ
 امام مسلم بن الحجاج نے جو بابت حفظ و اتقان میں نسائی سے زائد ہے اپنی صحیح میں

اشہر پر روایت کیا ہے کہ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول ابن عباس کا نہیں
 ہے تاکہ حدیث مرفوع ہو جاوے بلکہ یہ قول عمر بن دینار اور جابر بن زید کا ہے۔
 اقول ظن جابر بن زید کا کہ تابعی ہے اگرچہ محبت شرعی نہ ہو لیکن احتمال جمع صوری کو
 قوی کرتا ہے اسلئے کہ جابر بن زید راوی ہے اس حدیث کا ابن عباس سے اور
 راوی حدیث کا واقف تر ہوتا ہے ساتھ مراد کے غیر راوی سے۔ اور اس قدر کافی ہے
 بطلان استدلال کے لیئے۔ باقی یہ خیال کہ جابر بن زید کو خود ترو دے کیونکہ حدیث
 بخاری سے معلوم ہوا کہ وہ اسکو موطر منقول کرتا ہے صرف خیال ہی ہے اسلئے کہ ہم کہہ سکتے
 ہیں کہ اس روایت بخاری میں جو آیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ ایوب سختیانی نے لکھا
 ہے کہ شاید یہ جمع صوری منہ کی شب میں ہو کہا جابر بن زید نے کہ امید رکھتا ہوں کہ یہ جمع صوری
 منہ کی شب میں ہو۔ او جاوے کہ قول انا اظن فلک میں م اظن سے علم ہے اور تعبیر کرنا علم کو سنا
 ظن کے صرف بقصد روایت قول عمرو بن دینار کے ہر کہ عمرو بن دینار نے کہا تھا یا ابی الشفاء اظنہ خیر الظہر
 و آخر المغرب و عمل العشاء او کسی جواب میں جابر بن زید نے کہا۔ اور روایت نسائی کی حسین جابر بن
 زید نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی علیہ وسلم بالمدینۃ ثمانیا جمیعا و سبعا
 جمیعا و آخر الظہر و عمل العشاء۔ مویدا اس احتمال کی ہے۔ اور مدح کہنا اسکو
 قطع نظر اسکی کہ مدح ہونا ضررنا مید نہیں اور مفید جزم جابر سے ساتھ اس احتمال کے مستمم کرنا ہے
 ایک راوی کا جسکی ثقاہت مجمع علیہ ہے اور وہ ابن ادراس اس سے ثابت نہیں ہوا اگرچہ بعض
 بعض اقسام اور ارجح کو بیان نہیں جائز رکھا ہے لیکن چوری کہا ہے کہ اور ارجح مجمع اقسام
 حرام ہے۔ فی التدریث و کلامی الادراج باقسامہ حرام باجماع اہل الحدیث و الفقہ
 و عبارۃ ابن السمعانی وغیرہ من تعاد الادراج فهو ساقط العذر و من یحرف الکلام عن ہوضہ
 و یوغل فی بالکذاہین۔ و نحوہ فی شرح الشرح للعاوی۔ و علی القاری اور جیکہ معلوم
 ہو چکا کہ جابر نے اپنے علم کو بقصد موافقت لفظ عمرو بن دینار ساتھ ظن کے

تبعیر کیا ہے روایت صحیح مسلم سے معلوم نہیں ہو سکتا کہ آخر الظہر و عمل العصر و آخر المغرب و عمل العشاء
 قول ابن عباس نہیں۔ اور ترجیح دینا روایت مسلم کو روایت نسائی پر محل نزاع میں
 اسوجہ سے کہ مسلم حفظ و اتقان میں نسائی سے زیادہ ہے یہی غلط ہے ایسے کہ بہتر ترجیح جیسا کہ
 ہو سکتی تھی کہ جو رجال در میان میں مسلم اور جابر کے ہیں وہ یہی حفظ و اتقان میں اور رجال
 سے جو در میان میں نسائی اور جابر کے ہیں زیادہ ہوتے۔ اور یہاں شیخ مسلم کا ابو بکر بن ابی شیبہ
 شیبہ ہے۔ اور شیخ نسائی کا قتیبہ بن سعید ہے۔ اور قتیبہ بن سعید حفظ و اتقان میں زیادہ
 ابن ابی شیبہ سے یہاں تاک کہ قتیبہ کا حفظ و اتقان مجمع علیہ ہے۔ اور ابو بکر بن ابی شیبہ کو
 بعض نے کثیر الخطا بھی کہا ہے۔ دوسری نے میزان الاعتدال میں ذکر کیا ہے۔

مال الیسونی تذکرنا یوما فقال رجل ابن ابی شیبہ یقول عن عفان فقال احمد بن حنبل
 مع ابن ابی شیبہ فیذا نظر ما یقول غیر سیرید ابو عبد اللہ لشر و خطا۔ ثم قال الخلیف
 اری ان احمد بن حنبل لم یرو ما ذکرہ الیسونی من ان ابابکر کثیر الخطا۔ وقال جعفر الفری
 سالت محمد بن عبد اللہ بن الرعن بنی ابی شیبہ فلا شتم فقال فہم قولام احب ان اذکرہ۔
 ابن حجر نے فتح الباری میں بعد ذکر قول نووی کے جس میں اس نے اس حال کو احتمال ضعیف
 یا باطل کہا تھا لکھا ہے۔ وہ الذی ضعیف۔ اس مسئلہ القریبی و رجح قیام امام احرمین
 و جزم بہ من القداما ابن الماحجون و الطحاوی و قواد ابن سید الناس بان ابی الشعثار
 و ہو من اہل کتبہ یث عن ابن عباس قال بہ و ذاک فیما قدر واد الشیخان من طریق ابن
 عیینہ بن عمرو بن وینار قال کثیرا الحدیث و زاد قلت یا ابی الشعثار اظنہ آخر الظہر و عمل العصر
 و آخر المغرب و محل الشارح قال وانا اظنہ۔ قال ابن سید الناس و راوی الحدیث
 اور می بالمراد من غیرہ۔ اور یہہ احتمال حکو ضعیف کھا نووی نے مستحسن کہا ہے اسکو
 قریبی نے اور ترجیح دیا ہے اسکو پہلی اس سے امام الحارث بن امام غزالی کے ایستاد و
 اور جزم کیا ہے ساتھ او کے متقدمین میں سے ابن ماحجون نے اور طحاوی نے اور نووی

کیا ہے اور سکوان سید الناس فی اسطرح کہ ابوالشعثا جابر بن زید اور وہ راوی ہے اس
 حدیث کا ابن عباس سے تحقیق قائل ہوا ہے اسکا اور یہ اوسمیں ہے جسکو روایت کیا ہے شیخین نے
 طریق سفیان بن عیینہ سے کہ وہ روایت کرتا ہے عمرو بن دینار سے پھر ذکر کیا اس حدیث کو اور
 زیادہ کیا عمرو بن دینار نے کہا میں جابر بن زید سے کہ اسی ابوالشعثا میں من رکتہا
 کہ تاخیر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر میں اور تعجیل کی عصر میں اور تاخیر کی مغرب میں اور
 تعجیل کی عشاء میں کہا جابر بن زید نے اور میں من رکتہا ہون اسکا۔ اور راوی
 حدیث کا واقف ہے ساتھ ہر اد حدیث کے غیر راوی سے۔ پیراں جبر نے ایک شبہ
 جسکو میں اوپر دفع کر چکا ہوں ذکر کر کے لکھا۔ لیکن یقویٰ ماذکرہ من اجمع الصوری ان
 طرق الحدیث کلبا لیس فیہا تعرض لوقت اجمع فاما ان محمل علی مطلقہا مستلزم اخراج الصلوٰۃ
 عن وقتہا الحمد و بغیر عذر۔ و اما ان محمل علی صفت مخصوصہ لایستلزم الاخراج
 و جمع بہا میں مستغرق الاحادیث و اجمع الصوری اولیٰ و اہ اعلم۔ لیکن قوت دیتا ہے
 جمع صوری کو جسکو ذکر کیا ہے ابن سید الناس نے یہ کہ طرق الکتاب کے ساری نہیں ہے
 بیچ ان طرق کے تعرض واسطی وقت جمع کے۔ پس یا محل کیجائے حدیث او پر مطلق
 ان طرق کے پس مستلزم ہوگی اخراج نماز کو اسکی وقت محدود معین سے بغیر عذر کے
 اور یا محل کیجائے حدیث او پر صفت مخصوصہ کے کہ نہ مستلزم اخراج نماز کو اسکی وقت
 معین سے اور جمع کیا جائے ساتھ اس صفت مخصوصہ کے در بیان حدیثوں مختلف کے اور
 جمع صوری اولیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہے۔ اور تخریج را فی میں ذکر کیا کہ۔

اجاب البوحا عن ہذا اجمع بانہ جمع صوری وہو ان توخر الاولیٰ آخر وقتہا و تقدم الثانیۃ عقبہا
 فی اول وقتہا و ہذا قد جا فی الصحیحین عن عمرو بن دینار قال قلت یا ابوالشعثا اظنہ
 اخر الظہر و عجل العصر و اخر المغرب و عجل الشار قال و اما من ذلک۔ جواب دیا البوحا فی
 اس جمع سے اسطرح کہ یہ جمع صوری ہے اور وہ اسطرح ہے کہ مؤخر کیجائے پہلی نماز

اوسکی اخر وقت تک اور مقدم کجا سے دوسری نماز پہلی نماز کے دوسری نماز کے
 اول وقت میں اور یہ جمع صوری تحقیق آیا ہے صحیحین میں عمرو بن دینار سے کہا عمر
 بن دینار نے جابر بن زید سے کہ ای بابا الشنار میں ظن کرتا ہوں کہ سو خر کیا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ظہر کو اور تحمیل کی عصر میں اور سو خر کیا مغرب کو اور تحمیل کی عشاء میں کہا جابر بن زید
 نے اور میں ظن کرتا ہوں اسکا۔ عینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے۔

واحسن التاویلات فی ہذا و اقربہا الی القبول انه اخرا لا ولی ای اخر وقتہا فضلا فیہ ظہرا
 فرع منها و قلت الثانية فضلا با اور احسن تاویلات اس حدیث میں اور اقرب تاویلات
 طرف قبول کی یہ ہے کہ آنحضرت نے سو خر کیا پہلی نماز کو اوسکی اخر وقت تک لیں پڑھا
 آیت پہلی نماز کو اوسکی اخر وقت میں پہر جب فارغ ہوئی پہلی نماز سے داخل ہو گئی دوسری
 نماز یعنی وقت اوسکا پس پڑھا آیت دوسری نماز کو اوسکی اول وقت میں۔ اور شوکانی
 نے نیل الاطوار میں لکھا۔ وما یدل علی تعین حمل حدیث الباب علی اجماع الصوری ما اخرجہ

النسائی عن ابن عباس بلفظ صلیت مع النبی الفطر والعصر جمیعا والمغرب والعشاء جمیعا اخر
 الظہر وعجل العصر و اخر المغرب وعجل العشاء فراوی حدیث الباب قد صرح بان ماروا من
 اجماع الذکور ہوا اجماع الصوری۔ وما یؤید ذلک ماروا الشیخان عن عمرو بن دینار قال
 یا بابا الشنار اظنہ وابو الشنار ہور اوی الحدیث عن ابن عباس کما تقدم ومن الموبدات
 للحمل علی اجماع الصوری ما اخرجہ مالک فی الموطا۔ والنجاشی۔ والبوداد۔ والنسائی

عن ابن مسعود قال ما رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی صلوۃ لیس فیہا تہا الا صلواتہن جمع بین المغرب
 والعشاء بالمدلفہ و صلی الفجر یسجد قبل بیقاتہا ففی ابن مسعود مطلق اجماع وحصر فی جمع المدلفہ
 مع انه من رومی حدیث اجماع بالمدينة کما تقدم و یؤید علی ان اجماع الواقع بالمدينة صوری
 ولو کان جمعا تحقیقا تحاض رواہ و اجماع مالک العصر اللہ ہو الواجب۔ ومن الموبدات
 للحمل علی اجماع الصوری ایضا ما اخرجہ ابن جریر عن ابن عمر قال خرج ابن عمر قال خرج علینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکان یوزن الظہر وجعل العصر یجمع بینہما ویوزن المغرب وجعل العشاء یجمع بینہما
 ورواہ ابو الجحیم العسقلانی ابن عمر بنون روى جہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدينة کما اخرج ذلک عبد الرزاق عنہ
 وبنو الرویاء مینئذ لسا ہو المراد من لفظ یجمع لئلا یقرر فی الاصول من ان لفظ یجمع یدل علی الظہر
 والحدیث لا یمیز وقتہما کما فی مختصر النہج وشروحہ والغایۃ وشرحہا وسائر کتب الاصول بل یدل علی
 لکۃ الثبوت الاجماعیۃ وہی موجودہ فی جمیع التقدیم والتأخیر والجمع الصوری الا انہ لا یتناول
 جمیعہا بل اثبتین سنہا او اعلی الثبوت لایکون عاماً فی اقسامہ کما صرح بذلک ائمۃ الاصول فلا یمین
 واحد من صوری الجمع المذکور الابدیل وقد قام الدلیل علی ان الجمع المذکور فی الباب ہو الجمع المذکور
 فوجب الصیرۃ الی ذلک - وقد علم بعض المتأخرین انہ لم یروا الجمع الصوری فی لسان الشارع
 واول العصر وہو مردود بان ثبت عند صلعم من قولہ المستحاضۃ وان قویت علی ان یوزن
 الظہر وجعل العصر یجمع بین الصلوتین وجمعین بین الصلوتین ومنتقلہ فی المغرب والعشاء -
 وبالسلف عن ابن عباس وابن عمر - اور منجملہ او سکے جو دلالت کرتا ہے اور پر متعین
 ہونی حل حدیث باب کے جمع صوری پر وہ ہے جسکو روایت کیا ہے نسائی نے ابن
 عباس سے ساتھ اس لفظ کے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ نماز پڑھی میں نے ساتھ ہی صلعم کے
 ظہر اور عصر کی کہنا اور مغرب اور عشاء کی کہنا تاخیر کی آپ نے ظہر میں اور تعجیل کی عصر میں
 اور تاخیر کی مغرب میں اور تعجیل کی عشاء میں - پس راوی حدیث باب فی تحقیق
 تصحیح کی ہے اسکی کہ جو روایت کیا ہے اسنے جمع کو وہ صوری تھا - اور منجملہ او سکے جو تائید
 کرتا ہے جمع صوری کی وہ ہے جو روایت کیا ہے تحقیق فی عمر بن یسار کہ عمرو بن دینار نے کہا جابر
 بن عبدی کہ آیا ابو شعثا ظن کہ انہوں نے کہ انھیں صلعم نے تاخیر کی ظہر میں اور تعجیل کی عصر میں تاخیر کی مغرب
 میں تعجیل کی عشاء میں ابو شعثا جابر بن عبدی کہ میں ظن کہ انہوں نے اسکا اور ابو شعثا راوی حدیث کا
 ہے ابن عباس جیسا پہلی مذکور ہوا اور منجملہ او سکے حل حدیث باب جمع صوری پر وہ ہے جو روایت کیا امام کے
 موطائین اور بخاری اور ابوداؤد اور نسائی فی ابن مسعود سے کہ کہا ابن مسعود نے ظہر کو کہا

میں فی رسول اللہ صلعم کو کہ نماز پڑھی ہو اپنے کوئی نماز سچ غیر وقت او سکی کے مگر دو نمازیں کہ
 کہ جمع کیا درمیان مغرب اور عشاء کے مزدلفہ میں اور نماز فجر کی پڑھی او س دن پہلے اہل وقت
 سے جس وقت کی آپ کو عادت تھی نہ پہلی طلوع فجر سے کہ با جماع مسلمین جائز نہیں جیسا کہ
 نو و حجتی کہا۔ پس نفی کی ابن مسعود فی مطلق جمع کی اور جیسا کہ جمع کو مزدلفہ میں با آنکہ ابن مسعود
 اونہیں سے بہن جنہوں فی روایت کیا ہے جمع کو سچ مدینہ کے جیسا کہ ذکر او سکا پہلی ہو چکا کہ طبرانی
 نے بحکم کبیر او مجہم اوسط میں ابن مسعود سی روایت کیا ہے کہ جب کیا رسول اللہ صلعم فی مدینہ میں درمیان
 ظہر اور عصر کے اور مغرب اور عشاء کے۔ اور یہ نفی اور دھروال ہے اسپر کہ جمع واقع مدینہ میں جمع
 صوری ہے اور اگر ہو تا جمع حقیقی تو متعارض ہوتین دور و ایتین ابن مسعود کی اور جمع کرنا
 دو نور و ایتوین جب تک کہ ممکن ہو رجوع طرف او سکی واجب ہے۔ اور بخلاف سیدات
 اصل حدیث باب جمع صوری پر یہی ہے وہ جو روایت کیا ہے ابن جریر نے ابن عمر سے روایت کیا ابن
 جریر نے کہ کھٹے ابن عمر اور کہا ابن عمر نے کہ کھٹلی او پر ہماری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں تھی آپ
 کو تاخیر کرتے تھے ظہر میں اور تعجل کرتے تھے عصر میں پس جمع کرتے تھے درمیان دونوں کے اور تاخیر
 کرتے تھے مغرب میں اور تعجل کرتے تھے عشاء میں پس جمع کرتے تھے درمیان دونوں کے۔
 اور یہ وہ جمع صوری ہے اور ابن عمر اونہیں سے بہن جنہوں نے روایت کیا آنحضرت کے جمع
 کر نیکیو مدینہ میں جیسا کہ روایت کیا ہے عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں۔ اور یہہ روایتین
 صحیحین کہ سنوالی میں مراد کو لفظ جمع سے اسلئے کہ مقرر ہو چکا ہے اصول میں کہ لفظ جمع میں
 الظہر والعصر نہیں عام ہے ظہر اور عصر کے وقتوں کے لئے جیسا کہ مختصر سنہی ابن جابہ اور او سکی
 شروح اور غایہ اور او سکی شرح اور تمام کتب اصول میں ہے بلکہ مدلول او سکا لغت میں ثابت
 اجتماع ہے اور وہ موجود ہے جمع تقدیم اور جمع تاخیر اور جمع صوری میں مگر تحقیق وہ نہیں شامل
 ہے جمع او سکی کو اور نہ دو کو اونہیں سے اسلئے کہ فعل مثبت نہیں ہوتا ہے عام سچ اقسام انہی
 کے جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھ اسکے ائمہ اصول نے پس نہ متعین ہوگی کوئی صورت صدور تو ن

جمع مذکور میں سے مگر ساتھ دلیل کے اور تحقیق قائم ہو چکی ہے دلیل اوپر اسکی کہ جمع مذکور سے اس باب کا
وہ جمع صوری ہے پس واجب ہوگا رجوع طرف جمع صوری کی۔ اور تحقیق زعم کیا ہے بعض متاخرین
نے کہ نہیں رجوع ہوا ہے جمع صوری اسان شائع اور اہل عصر شارع میں۔ اور یہ زعم مردود
ساتھ اسکی کہ ثابت ہوا ہے آنحضرت صلعم سے فرمانا آپکا استحضار کو۔ اور اگر قوت رکھی تو اسے
کہ تاخیر کر کے تو ظہر میں اوجھل کرے تو عصر میں پس غسل کرے تو درمیان دو نمازوں کے اور شل اسکی
سچ مغرب اور عشاء کے۔ اور یہ زعم مردود ہے ساتھ اسکی کہ سابق میں گذر چکا ابن عباس
اور ابن عمر سے۔ قولہ۔ چارم یہ کہ امت فی اجماع کیا ہے اس حدیث کے ترک پر جیسا کہ تشریح
نے اسکی تصریح کی ہے لیکن یہ بھی غلط ہے چنانچہ نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے احدیث
ابن عباس فلم یجزموا علی ترک العمل بہ بل ہم اقول اور یہی اوسمیں ہے وہ ذہب جامعہ من اللائمہ الے
جواز الجمع فی المحضر لہما جہل من لایستخذه عادة و ہو قول ابن سیرین و اشہب من اصحاب مالک
و حکمہ الخطابی عن القفال الشافعی الکبیر من اصحاب الشافعی عن ابی اسحق عن جامعہ من اصحاب
الحدیث و احارہ ابن المنذر و یویدہ ظاہر قول ابن عباس اراد ان لا یخرج امۃ فلم یحکم
بمرض و لا غیرہ انتہی اور فتح الباری میں مرقوم ہی و قد ذہب جامعہ من اللائمہ الی الاخذ بنظر
الحدیث فجوروا بجمع فی المحضر لہما جہل من لایستخذه لکن بشرط ان لایستخذه ذلک عادة و من قال بہ
ابن سیرین و ربیعہ و اشہب و ابن المنذر و القفال الکبیر و حکمہ الخطابی عن جامعہ من اصحاب
الحدیث استہتہ۔ پس اس وجہ سے کہ یہ حدیث بالاجماع متروک العمل ہے اس حدیث کو قائل
احتیاج نہ سمجھنا بنائے فاسد علی الفاسد ہے اقول۔ کتاب المطل جامع ترمذی میں یہ قزو
ہے۔ جمع مافی ہذا الکتاب من احدث ہو معمول بہ وہ اخذ بعض اہل العلم ما ظاہر
حدیثیں حدیث ابن عباس ان النبی صلعم جمع بین الظہر و العصر بالمدينة و المغرب العشاء من غیر خوف
و لا سفر۔ و حدیث ان قال صلعم اذ اشرب الخمر فاعطیہ فان عادنی الرابعة فاقبلوہ و بیاعہ الحدیث
جیسا کہ الکتاب انتہی۔

ساری حدیثیں جو اس کتاب میں ہیں وہ معمول بہ ہیں اور ساتھ اولیٰ اخذ کیا ہے بعض اہل علم نے سواد وحدیثوں کے کہ ایک حدیث ابن عباس کی ہے کہ نبی صلعم فی جمع کیا در میان ظہر اور عصر کے بدینہ میں اور مغرب اور عشاء کو بدون خوف کے اور سفر کے۔ اور دوسری یہ کہ نبی صلعم فی فرمایا جب ہی شراب کو پس کوڑی مارو اسکی پہر اگر عود کری چوتھی بار پس قتل کرو اسکو۔ اور بیان کر چکے ہیں ہم علت دو نو حدیثوں کے بچ کتاب کے۔

اور شرح انارطحاوی میں مذکور ہے۔ ولم یقل احدنا ولا ننہم بجز از الجمع فی الحضر۔ اور نہیں قائل ہوا ہے کوئی ہم میں سے اور نہ اونہیں سے ساتھ حجاز جمع کے سچ حضرت کے باقی یہ قول جو نووی اور ابن حجر نے نقل کیا جب قائل بظاہر ہو سکتا ہے کہ ثبوت اسکا ابن سیرینؒ ربیعہ اور اشہب اور ابن المنذر سے باسنا صحیح ہو مجرد نووی اور ابن حجر اور اشہب کا لکھنا اس میں کافی نہیں ہو سکتا ہے جب جانیہ قول ترمذی اور طحاوی سے جو فی الجملہ قرب کہتی تھی اون سے زمانہ میں نہ قائل ہونا اور نکلا ساتھ اس قول کے مفہوم ہوتا ہو اسی قیاس پر حال ہے نسبت اس قول کا طرف قفال اور ایک جامع کے محدثین میں سے اور بعد تسلیم ثبوت کے یہ خلاف حادث ہے بعد اجماع کے پس قائل اعتبار نہیں۔ شوکالی نے قبل الاوطار میں۔ بعد نقل عبارت فتح الباری اور عبارت بصر کی حسین ذکر ہے قول امامیہ اور بعض ائمہ زیدیہ کا لکھا ہے۔ والا درمی ماصح ذلک فان الذمی وجدناہ فی لیب بعض علماء

الائمہ کتب غیر ملقم فی خلاف ذلک۔ و ذہب الجمهور اے ان الجمع بغیر عذر لایجوز۔ و علی فی البحر عن البعض انه اجماع۔ ومنہ ذلک مستند ابانہ قد خالف فی ذلک من تقدم۔ و اعترض علیہ صاحب المنار بانہ اعتد او بخلاف حادث بعد اجماع الصد لا اول اور نہیں جانتا ہو نہیں کہ کیا ہے صحت اسکی پس تحقیق وہ جو پایا ہے جسے سچ کہا ہوں غیر ان امانوں کے حکم کرتا ہے ساتھ خلاف اسکی کے۔ اور کہتے ہیں جمهور اس طرف کہ جمع بدون عذر کے جائز نہیں اور حکایت کیا گیا ہے سچ بصر کے

بعض سے کہ عدم جراحہ پر بدون غدر کے اجماع ہے اور منع کیا گیا ہے یہ اجماع اس
 سند سے کو خلاف کیا ہے اس میں اون لوگوں نے جھکاؤ کر اور پر ہو چکا۔ اور اعتراض کیا کہ
 اوپر صاحب سنارنی کہ استناد میں ساتھ اس سند کے اعداد اور اعتبار سے ساتھ
 خلاف حادث کے بعد اجماع صدر اول کے۔ اور قول ابن عباس کی اردان الایحج
 متبجیا کہ موبد جمع حقیقی کا ہے ویسے ہی موبد جمع صوری کا ہے۔ شوکالی فی نیل

الاوطار میں لکھا ہے۔ ولایک نصف ان فعل الصلوٰتین دفعۃً واخرج الیہما مرة
 اخف من خلافہ والیسر۔ اور نہیں شک کرتا ہے کوئی نصف سہین کہ ادا کرنا دو نمازوں کا
 ایک نماز اور آنا طرف دو نمازوں کی کیا خفیف تر اور آسان تر ہے اسکی خلاف سے بالکل
 جیکر غلط ہونا قول ترمذی اور لمحاوی کا جو کہتے ہیں کہ بالاجماع یہ حدیث معمول نہیں ہنوز

مابت نہیں ہے پس اسوجہ سے کہ یہ حدیث بالاجماع متروک العمل ہے اس حدیث کو قابل
 احتجاج نہ سمجھنا بنا الفاسد علی الفاسد نہیں قولہ بجمہ یہ کہ جمع بعد مرض نہیں لیکن اسکا رد
 علامہ ابن حجر عسقلانی فی فتح الباری میں کیا ہے عبارت اسکی یہ ہے وفی نظر لانہ کان
 موبد جمع میں الصلوٰتین بعارض المرض لاصلی مہ الامن رد خود نک العذر وانظر ہذا صلعم
 جمع باصحابہ قد صرح بذلك ابن عباس فی روایتہ انتہی اقول نووی فی شرح معجم میں لکھا ہے

وسنہم من قال بمعمول علی الجمع بعد المرض او بحجہ ماہو فی مساند من الاعذار۔ و ہذا قول احمد بن
 حنبل۔ واقاضی حسین من اصحابنا۔ واخارہ الخطابی۔ والمتولی۔ والروای۔ من اصحابنا۔

وہو الخمارنی تاوید بظاہر حدیث فعل ابن عباس وموافقہ ابہریرہ ولان المسئۃ فیہ انشد
 من المطر۔ اور بعض ماوین میں سے وہ ہے کہ بجمہ کہ یہ معمول ہے اور جمع کے بعد مرض
 کے یا بعد اسکی جو مانند ہے مرض کی منی میں اعذار میں سے اور یہ قول امام احمد بن
 حنبل کا ہے اور قاضی حسین کا جو ہماری اصحاب شافعیہ میں سے ہے اور انصاری کیا ہے اسکو
 خطابی اور متولی اور رویانی نے جو ہمارے اصحاب شافعیہ میں سے ہیں اور یہی محتار ہے

اس حدیث کی تاویل میں واسطہ ظاہر حدیث اور واسطہ فعل ابن عباس اور سوا وقت ابھر رہے
 کے اور ایسی کہ مشقت مغرب میں شدید تر ہے مینہ سے۔ اور ابن حجر نے جو اس تاویل پر نظر دار
 کی اسکی جواب میں محلی شرح موطا میں مرقوم ہے۔ ویکن ان یقال انما صلوا معہ بخیر ما یصل
 الصلوۃ خلفہ فالحج ارجح لہم تبعاً للنبی صلعم وان لم یخیر استقلالاً۔ او یکن ہے کہ کھا جائے
 اسکے نہیں کہ نماز پڑھی ہو صحابہ فی ساتھ آنحضرت کے بسبب کسی خبر کے ساتھ فضل نماز کی
 پیچھے آپ کے پس جمع کرنا صباح کیا گیا ہوا ونکے لئے تبعیت نبی صلعم کے اگرچہ ناجائز ہو جمع کرنا
 بالاستقلال۔ اور جائز ہے کہ پڑھ لیا ہو صحابہ فی ظہر اور مغرب کو اپنی وقت میں اور یہ حضرت
 کے اقتدا بھی کر لی ہو۔ اور یہی روایت ابن عباس سے خود ابن عباس کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے
 نہ اور صحابہ کا پس جائز ہے کہ ابن عباس کو اپنی عذر مرض ہو۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی
 مسوی شرح موطا میں لکھتا ہے۔ ولا یخیر عندی ان ابن عباس اراد کاتہ فاعلمہ النبی صلعم
 فی التبوک من الحج وقولہ فی غیرہ ولا یخیر عندہ ما یمنہ ابن ماجہ فقال فی السفر من غیر ان یجاء
 شئ ولا یطعمہ عندہ ای اراد بالسفر حال السیر
 واما من قال

تے حدیث میں المدینہ او ثمانیا جمیعا وسبعاً جمیعا محمول علی الوہم من لفظ السفر فردی بالمعنی محمول
 وہم فہو العلة ہی الی مستہم من العمل علی ظاہر اکھدیت مع کون رواۃ ثقات۔ اور ظاہر تر
 نزدیک میری یہ ہے کہ ابن عباس فی ارادہ کیا حکایت اوس خبر کا کہ کیا تھا نبی صلعم فی حج
 تبوک کے حج در میان دو نماز ونکے اور قول ابن عباس کافی غیر خوف ولا سفر معنی اوسے
 وہ ہیں جکی بیان کیا ہے ابن ماجہ فی پس کہا حج سفر کے بدلون سکی کہ جلدی کرائی
 آپ سے کوئی چیز اور نہ طلب کرے او سکود شمن۔ یعنی ارادہ کیا ساتھ سفر کے چلنے کی حالت کہ
 اور جسے کہا حدیث ابن عباس میں بالمدینہ او ثمانیا جمیعا وسبعاً جمیعا۔ پس محمول ہے
 او پر وہم کے لفظ سفر سے پس روایت کیا اوسنے بالمعنی اور محقق کیا اپنے وہم کو پس یہ
 علت وہی ہے جسے منک کیا گوگو کو عمل کرنے سے ظاہر حدیث پر باوجود ہونے ارادہ نون

اوسکی کٹھنہ۔ اور مضمین میں لکھا۔ و انظر نزد یک ابن منذر ضعیف است کہ ابن عباس حکایت فرمایا
 آنحضرت کردہ در عروہ بہک و مثنی لفظی غیر خوف و لا سفر است کہ ابن ماجہ ذکر کردہ فی السفر
 من غیر ان یحجکہ شے و لا یتلبہ عدد و مراد از سفر حالت سیر است و از غیر سفر حالت نزول و اطمینان
 و بعضی روایہ این حدیث لفظ بالمدینہ را زیادہ کردہ اند و بعضی دیگر لفظ ثمانیا جمیعاً و سبعاً جمیعاً
 و ابن نصر فہم محمول بر وہم است کہ از نفی سفر بر خاست پس روایت بالمعنی کرد و در ان
 بتحقیق وہم خود برداشت۔ و بہین علت جمہور علما از عمل باین حدیث قاعدہ کردہ اند باوجودیکہ
 روایہ این حدیث جملہ ثقات اند۔ قول۔ اور عدم جمع کا سنت موکدہ ہونا آنحضرت صلعم کی
 مواظبت سے ثابت ہے اور مواظبت انہم من الشمس ہے کہ احتیاج بیان کی نہیں ہے و اللہ اعلم
 و علامہ ائمہ کتبہ محمد بشیر تاج و زعمہ العظیم بخیر۔ اقول عدم کنی شے کا جب تک ستم نہ ہو مواظبت
 سے سنت موکدہ نہیں ہونا ورنہ عداوت تمام افعال آنحضرت کے جواب سے مرہ باتین وقوع میں
 آئے جنکو سنت غیر موکدہ کہتے ہیں سنت موکدہ ہو جائیں۔ اور وجوب پڑھنے نماز و کھاؤ و پک
 اوقات محدودہ میں آیات قرآن مجید سے اول ثابت ہو چکا ہے۔ اور سنت موکدہ ہونا پڑھنے
 نماز کا اولی اوقات میں ہم کیسے کلام میں نہیں پاتے ہیں باجملہ کوئی واجب مواظبت
 سے سنت موکدہ نہیں ہوتا ہے فقط

مطبع ایسوسی ایشن پریس مراد آباد مدین باہ اگست ۱۹۱۷ء طبع سرائے ہوا

امداد المرتاد للرد علی من قرء الدال مکان الضاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی نزل القرآن تنزیلاً - و امر عباده بتقرئہ تریلاً - والصلوۃ علی رسولہ افضل من ادنی
الکتاب - و علی آلہ واصحابہ الذی لقوہ من فی ذلک الخجاب - اما بعد سید امداد علی اکبر آبادی
کہتا ہی کہ ہر گاہ جم غفیر عوام حفاظ قرآن کو دیکھا میں نے کہ بجائے ضاد و معجمہ کے دال مہلہ مخمہ پڑھتے ہیں
اور بعض دال مخمہ یعنی مرققہ - اور ضاد صحیحہ کہ مشابہہ الصوت بہ ظاہری مجہ ہے اور کرنیوالوں پر مستصر
اور بعض متنبی زنبری علم ہی او کی مویہ بلکہ ناز میں ضاد صحیحہ پڑھنے سے قائل بفناء صلوۃ یہ سال
کہ مسی بہ امداد المرتاد للرد علی من قرء الدال مکان الضاد ہی نتیجہ میں اس سلسلہ کی کہ ضاد و معجمہ یا مشابہہ
الصوت ساتھ دال مہلہ کے ہی یا ساتھ ظاہری معجمہ کے - اور تمیزاً و معجمہ کی دال مہلہ سے متعسر بہ ظاہری
معجمہ سے - اور دال مہلہ پڑھنے سے بجائے ضاد و معجمہ بقصد ادا می ضاد و معجمہ کیا حکم ہے ناز کا اور ظاہری
معجمہ پڑھنے سے بجائے ضاد و معجمہ کی بقصد ادا می ضاد و معجمہ کیا حکم ہے ناز کا - پس انتقح امر اول -
اور ثانی کی یہ ہے کہ ضاد و معجمہ مشابہہ الصوت ساتھ ظاہری معجمہ کے ہے نہ ساتھ دال مہلہ کے -
اور تمیزاً و معجمہ کی ظاہری معجمہ سے متعسر اور دشوار ہے نہ دال مہلہ سے - تفصیل اس کی یہ ہے کہ مخج ضاد
معجمہ شروع ایک پہلو و پہلو زبان میں سے ہے ساتھ دال مہلہ اور پر کے تفصیل او کی دین -
اور شروع پہلو زبان سے مراد پہلو جز زبان کا ہے جو متصل حلق کے ہے پس ضاد و معجمہ جز زبان
کی بائیں طرف کے پہلو سے ہی نکلتا ہے اور دہنی طرف کے پہلو سے ہی نکلتا ہے اور نکلانہ اسکا
جز زبان کی بائیں طرف کے پہلو سے نزدیک اکثر کے اسان ہے اور نزدیک بعض کے غالباً ضاد
نکلتا ہے دہنی طرف سے - اور مخج ظاہری معجمہ زبان کی نول ہی ساتھ کنارہ و دال کلہ دانستہ اور

اور یہی مخرج ہے ذال مجملہ اور ثانی مثلثہ کا۔ اور مخرج دال مہکازبان کی نوک ہے ساتھ جڑ و گلو
 دانت اوپر کے۔ اور یہی مخرج ہے غلامی مہلا اور تائی نشاۃ فوقانیہ کا۔ اور مخرج زامی مجملہ کا
 زبان کی نوک ہے ساتھ کنارہ دو اگلی دانت نیچی کے۔ اور یہی مخرج صاد و سین مہلتیں کا ہی
 اور ابن حنی۔ اور ز مخشری اور ابن حاجب۔ نے مقدم کیا ہے را کو سین پر۔ اور شرح
 بلادی میں ہے کہ صحیح یہ ہے کہ سین مقدم ہے را پر۔ ضاد و جمہ صفت ہجر اور رخاوت اور استعلا اور
 اصمات اور سکون اور نفخ اور انخم اور اطباق میں غلامی مجملہ کا شیریک ہی اور صفت استطالت میں
 منفرد۔ اور ہجر اور رخاوت اور اصمات اور سکون اور نفخ میں ذال مجملہ کا شیریک اور صفت
 استعلا اور اطباق اور نفخ اور استطالت میں منفرد۔ اور ہجر اور رخاوت اور اصمات اور
 سکون اور نفخ میں زامی مجملہ کا شیریک اور صفت استعلا اور اطباق اور استطالت اور
 نفخ میں منفرد۔ خلاصۃ التجوید میں مرقوم ہے۔ سہتم نفخ و آن معنی و میدان است و منفوخہ ہا
 حروف اند ضاد و ظار و ذال و زار کہ در تلفظ ان مثل نفخ پیدا گردد۔ اور رضی فی

شرح ثانیہ میں ذکر کیا ہے و بعض الحروف اذا وقعت علیہا خرج علیہا مثل النسخۃ
 و لم یضغظ الا بالانطواء والذال والضاد والراء۔ پس در میان ضاد و ظار و
 ذال اور زار کے تشابہ صوت ہر اور نشانہ اس تشابہ کا مجموعہ صفات ہجر اور اصمات اور رخاوت
 اور سکون اور نفخ ہے حروف لسانیہ میں یہ مجموعہ متحقق نہیں ہے مگر انہیں چار حروف میں پس
 یہ تشابہ نہ ہو گا تاہم در میان انہیں چار حروف کے۔ اور دال مہکازبان اگرچہ ہجر اور اصمات ہی سکون
 رخاوت اور سکون اور نفخ نہیں پس مجموعہ مذکور او میں متحقق ہے باجملہ در میان ضاد و مجملہ اور
 دال مہکازبان کے تشابہ صوت نہیں ہو سکتا ہے۔ غلامی مجملہ کا شیریک ضاد و مجملہ کی ساری صفات
 میں سوائے استطالت ایک صفت کے اور دال مہکازبان کا شیریک ہجر اور اصمات و صفت
 میں۔ اور رخاوت اور استعلا اور اطباق اور نفخ اور سکون اور نفخ اور استطالت سات صفت
 در میان ضاد کے۔ جب اقل میں مرقوم ہے۔ الضاد و انطواء والذال المعجمات الکمل

منتشر کہ فی الجہر والرخاوة ومنتاہتہ فی السمع - اور یہی جہد العقل میں سطور ہی ویشبہ صوتہا
 ای صوت الضاد المعجمہ صوت الطاء المعجمہ بالضرورة - اور شغلہ شرح شاطبی میں مذکور ہے
 ان ہذا الثلث ای الضاد والطاء والذال منتاہتہ فی السمع والضاد لا یفترق عن الطاء
 الا باختلاف الخرج وزیادۃ الاستعلاء فی الضاد ولولا ہما لکانت احدهما عین الاخری -
 اور ابو محمد کلی ابن ابیطالب قیسی جمہوی متوفی سنہ چار سو ستیس نے رعایۃ تجرید القراءات
 میں لکھا ہے - ان الضاد وحرف یشبہ لفظہ فی السمع لفظ الطاء لانہما من حروف الاستعلاء
 والاطباق وحرف الجہر والرخاوة ولولا اختلاف الخرجین ما فی الضاد من الاستعلاء لکان
 لفظہما واحدا ولم یختلفا فی السمع - اور محمد مرعشی فی رسالہ مفردہ مصنوعہ للضاد میں لکھا ہے
 واما من لفظہ من حواف اللسان مع ما یلیہا من الاضراس وعلیٰ لہ رخاوة فمدہ صوتہ لہ رخاوة
 وجعل امتداد صوتہ از مد من امتداد صوت الطاء المعجمہ لزیادۃ استعلاء لہ واطلاقہ صوت خرج
 الخرج لیس من نفسی الفاء واخرج معتل النغمۃ ہذا ہو اتحق استیقن بکلمات الامة الموفین
 فینئذ یشبہ لفظہ فی السمع لفظ الطاء المعجمہ واما لالائک فیہ - تفسیر اتقان میں بیان
 میں تفسیر لفظی کے مذکور ہے - ومنہا اللفظی بان یختلفا بحرف مناسب لآخر مناسبتہ
 لفظی کا ضاد والطاء رکھا فی قولہ وجہ یومئذ ناظرۃ الی رہبانظرہ - شمس الدین ابو الخیر
 محمد بن ابجر ری نے نشر میں لکھا ہے - والضاد والفرد بالایستعلاء ولیس فی الحروف بالعیس
 علی اللسان مثلاً فان السنن لیس فیہ مختلفہ وقل من یحکم فیہم مجرد طاء ومنہم من یزید طال ال
 ومنہم من یحذف لام فخر ومنہم من یشبہ الزاد وکل ذلک لایجزو الحدیث المشہور علی الاستعلاء
 انا اصح من نطق بالضاد لا اصل لہ الایضہ فلیخذ من قلبہ الی الطاء ولا یسما فیما عتبہ بلفظہ
 یصل من یدعون یشبہ بقولہ ظل وجہ - اور یہی محمد بن محمد ابجر ری نے تمہید فی علم التجوید میں
 لکھا ہے واعلم ان ہذا الحروف لیس فی الحروف بالعیس علی اللسان مثلاً والناس
 یثقاوتون فی اللفظ بہنہم من یحذف طاء لانہ یشارک الطاء فی صفاتہا کلہا ویزید علیہا

بالاستطالہ فلو لا الاستطالہ واختلاف الخرجین کانت ظاروہم اکثر الشائیں وبعض الافر
 اور یہی محمد بن محمد الجوزی فی تمہید میں ذکر کیا ہے۔ وکل ابن جہی فی کتاب التنبیہ وغیرہ ان
 من العرب من جعل الضاد ظاراً مطلقاً فی جمیع کلماتہم ہذا قریب وفیہ توسع للعامة۔ ومنہم من
 لا یوصلہا الی خرجہا بل یرجہا من وجہ بالطاء المہملہ لیقروا علی غیر ذلک وہم اکثر المصنفین
 وبعض الالعرب۔ ومنہم من یرجہا لا متعمد وہم الرابع ومن ضاہا ہم۔ اور محمد بن محمد
 الجوزی نے مقدمہ میں لکھا ہے۔ والضاد باستطالہ ومخرج۔ میز من الطاء کلہا نحو
 یعنی تسمیرہ وضاد مجعہ کو ساتھ استطالت اور مخرج کے ظار مجعہ سے اور کل ظارین جو قرا مجعہ
 میں آئی ہیں وہ اکمل شعرون میں آتی ہیں۔ مصنف کے بیٹوں نے شرح مقدمہ میں لکھا ہی
 امر تبیر الضاد من الطاء بالمخرج وصفہ الاستطالہ۔ اور شیخ الاسلام زکریا انصاری فی
 شرح مقدمہ میں لکھا ہی۔ یعنی میز الضاد بالاستطالہ حتی یتصل بمخرج اللام لما ین فیہ قوۃ الجہ
 والاطباق والاستعلاء وقد انفرد الضاد بالاستطالہ ولیس فی الحروف ما یعسر علی
 اللسان مثلاً والسنۃ الناس فیہ مختلفہ۔ منہم من یرجہ ظاء۔ ومنہم من یرجہ ذالاً۔
 ومنہم من یشمہ الراء۔ لکن لما کان تسمیرہ عن الطاء مشکلاً بالنسبۃ الی غیرہ امر الناطم تبیرہ
 عن ذلک۔ اور ملا علی قاری فی شرح مقدمہ میں لکھا ہے۔ وقد انفرد الضاد بالاستطالہ
 حتی یتصل بمخرج اللام لما فیہ من قوۃ الجہ والاطباق والاستعلاء ولیس فی الحروف ما یعسر علی
 اللسان مثلاً والسنۃ الناس فیہ مختلفہ۔ منہم من یرجہ ظاء۔ ومنہم من یرجہ ذالاً۔ ومنہم من یشمہ
 بالطاء المعجمۃ۔ لکن لما کان تسمیرہ عن الطاء مشکلاً بالنسبۃ الی غیرہ امر الناطم تبیرہ عن غلط
 امام رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ المسئلۃ الناشرہ المتخار عنہا ان اشتباہ
 الضاد بالطاء لا یبطل الصلوۃ ویدل علیہ ان الشائبۃ حاصلہ فیما حداد التسمیرہ غیر موجب
 ان یسقط التکلیف بالفرق۔ بیان المشابہۃ من وجہ۔ الاول اہما من الحروف

المجموعہ۔۔۔ والثانی انہما من الحروف الرخوة۔۔۔ والثالث انہما من الحروف المطبقة۔۔۔
 والرابع ان الظار وان كان مخرجہ من طرف اللسان اطراف الشایا العليا ومخرج الضاد من
 اول حاقۃ اللسان وبالمیہما من الاخراس الا انه حصل فی الضاد انبساط لابل رخاوتہما ولہذا
 السبب یقرب مخرجہ الظار۔۔۔ والخامس ان النطق بحرف الضاد مخصوص بالعرب قال
 علیہ السلام انا فصیح من نطق بالضاد۔۔۔ فثبت بما ذکرنا ان المشابہۃ بین الضاد والظار
 شذیذۃ وان التمزین غیر۔۔۔ واذا ثبت بذانقول لوکان الفرقی معتبر لوقع السوال عنہ فی
 زمن رسول اللہ صلعم فی ازمۃ الصحابۃ لاسیما عند دخول الحجیم فلما لم یقل وقوع السوال
 عن بذالبتۃ علمنا ان التمزین بین ہذین الحرفین لیس فی محل تکلیف۔۔۔ اور مولانا شاہ
 عبد العزیز دہلوی نفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں۔۔۔ فرق در میان مخرج ضاد و ظا
 بسیار مشکل است اکثر خوانندگان این دیار ہر دو را یکسان می برارند نہ بجای ضاد ضا
 می باشد نہ بجای ظا ظا۔۔۔ امام غزالی کیسی سادات میں لکھتے ہیں۔۔۔ فرق در میان
 ضا و ظا بسیار آرد و اگر نتواند روا باشد۔۔۔ حاصل یہ ہے کہ۔۔۔ جہاں نقل۔۔۔ اور شعلہ شرح
 شاطبی۔۔۔ اور رعاہ ابو محمد مکی ابیطالب۔۔۔ اور رسالہ ضاد اور ظا محمد مرعشی۔۔۔ اور تفسیر الثاقب
 سے تشابہ تلفظ ہونا ضاد و مجہ کا ساتھ ظا و مجہ کے ساتھ دال مہملہ کے واضح ہے۔۔۔ اور نشر
 اور تمہید۔۔۔ اور مقدمہ محمد بن الخزری۔۔۔ اور شرح مقدمہ ابن المصنف۔۔۔ اور شرح
 مقدمہ شیخ الاسلام زکریا انصاری۔۔۔ اور شرح مقدمہ ملا علی قاری۔۔۔ اور تفسیر کبیر۔۔۔
 اور تفسیر فتح العزیز۔۔۔ او کیسی سادات۔۔۔ سے تشابہ ضاد و مجہ کا ساتھ ظا و مجہ کے اور
 متغیر ہونا تمیز کا در میان ضاد و مجہ اور ظا و مجہ کے اور جدا ہونا ضاد و مجہ کا ظا و مجہ کے ساتھ
 مخرج اور صرف صفت ہتطلب کے لایح اور اس سبب مذکور کو ثابت کیا ہے۔۔۔ ابو الفتح فخر
 بن محمد موصلی متوفی سنہ ۶۵۰ میں نے اپنی رسالہ ضاد اور ظا میں۔۔۔ اور علی بن غانم مقدمہ
 سنہ ۶۵۰ ایک ہزار چار نے۔۔۔ بغیۃ المراد میں۔۔۔ اور فتح القدیر حاشیہ ہادیہ۔۔۔ اور

نہر الغایق شرح کنز الدقایق - اور فتاویٰ قاضیان اور خزائن المفہمیں اور فتاویٰ عالمگیریہ - اور خانہ - اور خلافت الفتاویٰ - اور درمختار - اور المختار - اور شرح مقدمہ جری ملا علی قاری - اور کبیری - وغیرہ - سے حکلی عبارتیں مابعد میں لکھیں گے ہوں گی ظاہر کہ نیز درمیان ضاد و مجملہ و زطای سمجھ کے نہ درمیان ضاد و مجملہ اور دال مہملہ کے متعسر اور دشواری - عجب ہے کہ مولوی عالم علی صاحب اپنی فتویٰ کے صرح میں معترف ہیں کہ ضاد و زطای مجتہدین صفات مذکورہ یعنی جہر اور خواہ و اطباق اور استعلا اور اصوات میں مشترک ہیں سو ای استقامت کے کہ خاصہ ضاد و مجملہ کا ہے - اور صرح میں معترف ہیں کہ مخجج دال مہملہ اور مخجج ضاد و مجملہ میں فرق ہیں ہے اور درمیان صفات دال مہملہ اور ضاد و مجملہ کے جہر اور اصوات و وصفت کے شرکت اور بیچ باقی کے تباہ - جہر صرح میں کیونکہ لکھتے ہیں کہ - پس ازین تحریر معلوم شد کہ در میان ضاد و مجملہ و زطای سمجھ و طای مہملہ و ذال و زطای مجتہدین و دال مہملہ و لام مناسب است باعتبار صفات و باعتبار مخارج سوائی فرق و مساویت انتہی - میں پوچھتا ہوں کہ مناسب سے درمیان ضاد و مجملہ و دال مہملہ کے باعتبار صفات اور مخارج کے کیا مراد ہے اگر اشارت اک عمود و وصفت اور حروف لسانیہ ہونی میں مراد ہی تو کہ حروف لسانیہ میں جو دو وصفت میں شریک ضاد و مجملہ کے نہوں - اگر اشارت شریک صفت جہر اور اصوات اور حروف لسانیہ ہونی میں مراد ہے تو جیم اور یامی تجنیہ اور قاف ہی حروف لسانیہ میں سے شریک ضاد و مجملہ کے ان دو وصفت میں ہیں پس کیا وجہ یہی خارج کرنے اور حروف کے جو اس نسبت میں شریک تھے حکم اس نسبت سے باجائز یہ مناسب مثل مناسب ضاد و زطای کی نہیں ہو سکتی ہے اور کچھ بغیر مقصود مولوی صاحب کو کہ تشابہ صوت ضاد کا ساتھ دال کے اور متعسر التمیہ ہونا اون دو نوکائز نہیں ہے - باقی مفتح الرحانی - اور روضۃ القاری - اور قواعد التجوید کچھ کتب متبرہ علم تجوید سے نہیں بلکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ منہی مولوی عالم علی صاحب

تصحیح نقل مفتاح الرحانی کی جا ہی مولوی صاحب اسکی صحت نہ پہنچا سکے اور غدر کیا کہ
 مفتاح الرحانی میری پاس نہیں ہے کہیں دیکھی تھی والدہ اعلم۔ بفرض وجود اس کتاب
 کے عبارت اسکی یوں ہوگی۔ لولا الاطباق فیہا لصارت الصاد سینا والطار
 تار والطار ذالا والصاد خرجت من جنبہا۔ والصاد ذالا وخرجت من جنبہا
 فقرہ اخیرہ کی بہ زیادت ذالا اور واو عاطفہ کی ہے۔ اور شاید یہی جو رضی فی شرح
 ثانیہ میں ذکر کیا ہے۔ قال سیبویہ لولا الاطباق فی الصاد لکان سینا و فی الطاء
 کان ذالا و فی الطاء کان تار وخرجت الصاد من الکلام لانہ لیس سے من الحروف
 من موضعہا غیرا۔ اور اس موقع میں اون حروف کو ذکر کرتے ہیں جو تخی الخرج ہیں
 ساتھ حروف مطبقتہ کے اور اکثر صفات میں اسکی شیریک جبر تائی نو قانیہ
 ساتھ طائی مہملہ کے اور ذال مجہر ساتھ ظائمیہ اور سین مہملہ ساتھ صاد مہملہ کے اور ذال مہملہ
 نہ متحد الخرج ساتھ ضا و مجہر ہے اور نہ اکثر لغات میں اسکی شیریک لہذا کتب معتبرہ تجویذ
 جو ہم دیکھتے ہیں تو اون میں کدوال کا ساتھ ضا و کے نہیں پاتی ہیں۔ ملا علی قاری نے
 شرح مقدمہ جزری میں لکھا۔ وقال الرمائی وغیرہ لولا الاطباق لصارت الطاء تار
 لانہ لیس بینہما فرق الا الاطباق ولصارت الطاء ذالا ولصارت الصاد سینا۔
 اوشیح الاسلام زکریا انصاری نے شرح مقدمہ جزری میں لکھا ہے۔ وذلك لان الذال
 والطاء ولذالک سین والصاد من مخج واحد لا تمیز کلا واحد منها عن الاخر لا تمیز الصفہ
 وہی ان الذال وسین متحتان والطاء والصاد مطبقان فیمنی ان یتصح التفرق فی المنفقتہ
 حتی یتفرع عن المطبقتہ فلذا فی کل حرفین متحدی الخرج مختلفہ الصفۃ۔ اور ہو سکتا ہے کہ
 کچھ اوسین زیادت نہ ہو بلکہ دونوں جگہ ذال یعنی ذال مجہر ہو اور ذال مہملہ پڑنا اسکی غلط
 ہو غلط اور ضا و مجتہن در صورت عدم مطباق ذال مجہر ہو جائیں گے اور ضا و مجہر
 اپنی جنس سے نکلیجائے گا یعنی وہ حروف ہوں گے کہ اسکی مخرج سے نہیں جیسے ذال

مجھ و صورت الفخیم و الطباق غامی تجھے یا ضا و تجھے ہو جاتی ہے چنانچہ ابو محمد کی فی رسائیۃ
تجوید القراءت میں لکھا۔ فلیحفظ بتفریق الدال فی اللفظ لانه ان دخلها فی غیرہ ہو دینا الی
الاطباق فیصیر عند ذلک ظار اوضاد الانہا اخت الطاء فی المخرج وقریۃ من الضاد فی
الجنس ایض۔ اور قواعد التجوید میں جو لکھا وہ دیکھنا نہ دال نکرہ د اور
نظم الجواهر میں جو لکھا و در تفرقہ ضا و بعض از دال بعد ہوشیار باشند مقصود اس
سے تحریر غلط شہور سے نہ یہ کہ تفرقہ در میان ضا و دال مہملہ کے متعلق اور دال ہوا
اور نہ کہ ضا و تجھے فی الواقع مشابہ الصوت ساتھ دال مہملہ کے ہے۔ اور ادغام ال
مہملہ ساکنہ یا بحر کہ کا ضا و اوطا ہے مجتہدین میں جو اس کے بعد ہون بعد ابدال دال کے ساتھ
ضا و اوزا مجتہدین کے مثبت اسکا نہیں کہ در میان دال اور ضا کے مشابہت صوت ہے
دیکھو دال بالاتفاق مشابہ الصوت ساتھ ظا کے نہیں ہے حال آنکہ ظا کو ساتھ
یہی بدل ہو کر بدغم ہوتی ہے۔ اور کیونکہ ادغام اک حرف کا دوسرے حرف میں موجب
تثابہ صوت ہو سکتا ہے حال آنکہ بہت حرف ہیں کہ ایک دوسرے میں بدغم ہوتی ہیں
باوجود عدم تشابہ صوت کے دیکھو ادغام دال مہملہ کا ثانی مثلثہ اور ذال اور زای مجتہدین
اور سین اور صا و ہمتین میں جائز ہے جسے شہد ثابت۔ شہد ذاکر۔ شہد زاجر۔
شہد ساجر۔ شہد صابر۔ میں اور ذال مشابہ الصوت ساتھ ثانی مثلثہ اور ذال
اور زای مجتہدین اور سین اور صا و ہمتین کے نہیں۔ اور کلام محمد بن قاسم کا غنیۃ الطالبین
میں کہ لعلم ان الطاء و الضاد حرفان کثر ابدال احدہما بالآخر خصوصاً ابدال الضاد طاء
عند الاعجام من مثاکلہم۔ اور اسطرح قول سمرانی کا جو ضی نے ذکر کیا مفید تعمیر اور
تثابہ کا ہے در میان ضا و اوزا کے۔ باقی ہوا سین کلام نہیں کہ ضا کو ظا کے
خالص یا در میان میں ضا و اوزا کے جسکو ضا و غنیۃ کہتے ہیں پھر نہ اسے تجوید اور
وقوع اسکا عرب میں بسبب مخالفت عجم کے ہوا اور سب اسکا صوبت ادا ہے

ضاد ہے۔ زخشری نے مفصل میں لکھا ہے۔ والضاء الضعیفہ وہی الی تقریب الطاء
اطلا ذال۔ اور شرح اصول الکبریٰ میں ہے۔ ضاد ضعیفہ ای کا طاء فہو جملون مینا و بین الطاء
اور جامع الصرف میں ہے۔ الضاد الضعیفہ ای کا طاء۔ اور یعقوب بن ابی اساتر
العلوم میں لکھا ہے۔ والباء فی استہجہ ذنات من محالط العرب بغیر حم وہی الکاف
السی کا جیم و بالعکس و الجیم الی کاشین والضاء الضعیفہ والصاد کالین والطاء کالتاء
والنار کا طاء و ہذا سوانق للمفصل۔ اور سیفی مالکی فی شرح شافعیہ میں لکھا ہے۔ والضاء
الضعیفہ وہی الی لم تقوۃ الضاد المخرجة من مخرجها ولم یضعف ضعف الفاء المخرجة من
مخرجها ولم یضعف ضعف الطاء المخرجة من مخرجها فکانہما مینما و الکاف کا جیم لقولہم فی جمکد
مستحیة مستحیة لم تقع فی تصحیح الکلام و انما یاتی ممن یثقی بہا من العرب عند النحر
عن النطق بالاصل۔ اور رضی نے شرح شافعیہ میں لکھا۔ قول الضاد الضعیفہ قال
السیرانی انہا فی لغة قوم لیس فی لغتہم ضاد فاذا احتاجوا الی التکلم بہا فی العربیۃ
اعماست علیہم انما اخرجوا طاء راخر اہم ایا ما من طرف اللسان و اطراف الشایا
و ربما تکلفوا اخرجہا من مخرج الضاد فلم یتاہم فخرجت بین الضاد والطاء۔ اور
ہی رضی نے شرح شافعیہ میں لکھا ہے۔ والطن ان العرب انما اخذوا ذلک من جیم
لمخاطبتہم اہم۔ اور ہی رضی نے شرح شافعیہ میں لکھا ہے۔ قول الصاد کالین قرہا
بعضہم من السین لکنہما من مخرج واحد والطاء کالتاء لیکون فی کلامہم عجم اعلی الشرق کثیرا
لان الطاء فی اصل لغتہم معدوم فاذا نطقوا بہا تکلفوا انما لیس فی لغتہم فجادوا بہا بین الطاء
والنار۔ اور جابر برومی نے شرح شافعیہ میں لکھا ہے۔ ان الحروف المستحیة انما نشأت
فحالط العرب غیر حم و ذلک صین جارا الاسلام و اقصوا الجوارحی من غیر صلہم و جادوا بہم
الاولاد و اخذوا حرفا من لغة اہمہا تم و خلطوا بلغة العرب۔ ان اقوال سے معلوم
ہوا کہ اصل ضاد ضعیفہ کا بجای ضاد صحیح کے وہ ہے جو سین کا بجای صاد کے اور تاکا بجای

طاکے اور عرب میں ہی بعد شروع اسلام کے ضاد ضعیفہ شائع ہو گیا گو منشا اس کا اختلاط ہوا ساتھ
 جعم کے اور پڑنے والے اسکے وہ ہیں جو عاجز ہیں ادا سے ضاد صحیحہ اصلہ سے اور ضاد
 صحیحہ کو ضاد ضعیفہ پڑھنا قبیح اہل تجوید کی راسی پر ہے اور حکم شائع کی رو سے عموماً قبیح نہیں
 کیونکہ غالباً سبب غجر کے ادا سے ضاد صحیحہ اصلہ سے ہوتا ہے اور شائع کی طرف سے
 اس میں تضییق نہیں بلکہ توسیع ہے۔ ابو داؤد دنی اپنے سنن میں اور بیہقی نے شعب اللہ میں
 جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قال خرج علينا رسول الله صلعم ونحن نقرأ القرآن
 وفيما الاعرابي وانحجمي فقال اقرأ واكمل حسن کہا جابر نے کہ نکلے ہمہ رسول خدا صلعم اور ہم
 پڑھتے تھے قرآن مجید کو اور ہم میں تھے اعرابی اور عجمی تو فرمایا آپ نے پڑھو تم سو ہر ایک
 حسن ہے یعنی ہر ایک اچھا پڑھتا ہے۔ اب میں نہیں سمجھتا کہ مولوی عالم علیہ صاحب
 جو اپنے فتویٰ کے ص ۱۸ میں لکھا التباس بنظا و زرا و ذال معجرات اقبہ است اعتبار
 بدال مہاجر یا نجہ از کتاب ارشاد القاری معلوم نہ آتی کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے کہ اقبہ
 ہو نیکی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی ہے بلکہ موجہ معاملہ بالعکس ہے یعنی شتباہ ساتھ ال
 مہاجر کے اقبہ ہے التباس سے ساتھ ظامی اور زامی اور ذال معجرات کے۔ اور
 مراد ارشاد القاری سے شاید کتاب غلام مصطفیٰ قاری کی ہے سودہ قابل اعتبار
 نہیں اور نہ اس کا یہ مطلب بلکہ اس نے سب کو اقبہ کیا ہے لیکن دو نوشتہ کے برابر کر دینے
 میں نظر ہے۔ اور استلال سطح کہ ملک عرب خصوصاً حرمین شریفین میں ضاد صحیحہ کو مشابہ
 دال مہاجر پڑھتے ہیں اور حدیث میں وارد ہے کہ اقرءوا القرآن لمجوز العرب واصواتہا دالہ
 و لمجوز اهل اللشق و لمجوز اهل الکتابین۔ درست نہیں ہے کئی وجہ سے۔ اول زبان
 عرب حال کی لائق اعتماد نہیں ہے جیسا کہ کلام جار سردی وغیرہ سے مفہوم ہے اور عام
 انتہ تجوید وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ اصل زبان عرب میں ضاد صحیحہ مشابہ الصوت
 ساتھ ظامی مجمر کے ہے نہ ساتھ دال مہاجر کے پس لحمی و صوت عرب کی ضاد صحیحہ میں

مشابہ صوت ظاہر مجھ کے ہی نہ مشابہ صوت دال مہملہ کے۔ دو م مراد لکھون عرب اور اعلیٰ
اصوات کے ساتھ پڑھنے سے پڑھنا ہی بے تکلف نغمات اور بدون اعانت قوانین موسیقی کے
جیسے کہ اہل عشق اشعار کو برعایت قواعد موسیقی پڑھتے ہیں اور یہود اور نصاریٰ اپنی کتابوں
ایک قسم کے راگ کے ساتھ بے تکلف پڑھتے ہیں نہ پڑھنا انکی تلفظ کے طور پر صحیح ہو یا غلط چنانچہ
اقوال شراح اور آخر حدیث شواہد اسماء کے ہیں۔ احمد بن محمد دوان نے مواہب کیہ میں
لکھا ہے۔ والراد بالبحان العرب القراءۃ بالطباع وبالاصوات السیقة۔ وبالحان
اہل العشق الاتعام المستفادۃ من الموسیقی والامر محمول علی الذب والہنی محمول علی الکمرۃ
ان جصل مہامی مع المنہی عنہ الحافظ علی تحتہ الفاظ الحروف والامر محمول علی التجریم جیسوم
یہ حدیث لائق احتجاج نہیں ایک راوی اسمین بقیۃ بن الولید ملس ہی کہ بلفظ عرب وایت
گرتا ہے حصین بن مالک قراری سے اور رود ابی محمد سے اور حذیفہ سے۔ اور دوسرا روایت
اسمین ابو محمد محمول ہے۔ بقیۃ بن الولید کے ترجمہ میں۔ ابن اشیر نے جامع الاصول میں
لکھا۔ ہو کثیر الروایۃ عن المجہولین کثیر الغرائب والناس مختلفو افہ و فیل انہ کان ثقتہ
ما ہونا الا انہ کان ملسا۔ اور فروہی فی میزان الاعتدال میں لکھا۔ قال غیر واحد کان
ملسا فاذا قال عن فلیس بحجۃ۔ وقال ابن حبان سمع من شعبۃ مالک وغیرہما احادیث
ستقیمۃ ثم سمع من اقوام کذا میں عن شعبۃ مالک فروہی عن الثقات بالتدلیس ما احد
عن الضحفا فلیس بحجۃ۔ وقال ابن حبان سمع من شعبۃ مالک وغیرہما احادیث مستقیمۃ
ثم سمع عن اقوام کذا میں عن شعبۃ مالک فروہی عن الثقات بالتدلیس ما اخذ عن
الضعفاء۔ وقال الوحاتم لا تلحج بہ۔ وقال ابو سہر احادیث بقیۃ یوسف بقیۃ طلحہ
سہنا علی ثقتہ۔ اور حاشیہ کاشف میں لکھا۔ قال النسائی اذا قال اخبرنا وحدثنا
فہو ثقتہ و اذا قال عن فلان فلا یؤخذ عنہ لانه لا یدری عن من اخذہ۔ اور سمعانی نے
نساب میں لکھا۔ سمعت ابن خزیمہ یقول لا اتم بقیۃ سمعت احمد بن یحسین

الترمذی یقول سمعت احمد بن حنبل یقول تسمت ان یقینہ لایحدث بالمتاکیر الا عن المجاہلین قالوا
 ہو یحدث بالمتاکیرین الشاہیر فقلت من این الی۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں لکھا
 قال الجوز قانی اذا انفرد بالروایۃ فیرجح بہ کثرۃ وہمہ۔ اور یہی تہذیب التہذیب میں لکھا
 قال الخلیلی اختلفوا فیہ وقال الخطیب فی حدیثہ متاکیر الا ان اکثرہا عن المجاہلین کان صدوقا
 وقال النبی فی فی الخلافات اجمعوا علی ان یقینہ لیس بحجۃ وقال عبد الحق فی الاحکام فی غیر
 حدیث یقینہ لا یجوز بہ وقال ابن القطان یقینہ یس عن الضعفاء۔ ابن الجوزی علی
 مشاہیرہ میں بعد روایت۔ اقرأوا القرآن لمجون العرب واصواتہا الحدیث کے لکھا۔
 قال المصنف احدث لا یصح ابو محمد مجہول یقینہ یروی عن الضعفاء ویدلسہم۔ اور یہی
 سیران الاعتدال میں لکھا حصیر بن مالک القزاری عن رجل عن حدیثہ اقرأوا القرآن
 لمجون العرب واصواتہا انفرد عنہ یقینہ لیس بمعتمد الخیر منکر۔ فائدہ ضاد و زحای
 معجمتین میں اگرچہ اسوجہ سے کہ ظاہر و ف طرف لسان سے ہے اور ضاد و ف طرف لسان
 میں سے نہیں قرب مخج نہیں ہے لیکن اسوجہ سے کہ و نو حروف لسانیہ میں سے ہیں
 قرب مخج ہے۔ اور یہی ضاد و قرب ہے حروف طرف لسان سے بسبب استطالت
 کے بیجا کہ رضی نے شرح شافیہ میں لکھا۔ الضاد لما ذکرنا من انہا باستطاعتہا قرب من
 حروف طرف اللسان۔ اور تفسیر کبیر میں ہے کہ بسبب اس کے کہ ضاد و بین انبساط ہے جو
 رخاوت کے قرب ہو گیا ہے مخج اور کا مخج ظاہر سے عبارت تفسیر کبیر کی یہی ہے۔
 الا انہ یحصل فی الضاد انبساط لاجل رخاوتہا و ہذا السبب یقرب مخجہ من مخج لظاہر
 او یقرب امر ثالث کی یہ ہے کہ ظاہر تجہ پڑنے سے ضاد و تجہ کی جگہ بدون تعد کے بقصد
 ادائی ضاد و تجہ کے باوجود تغیر معنی کے اکثر مشایخ کے نزدیک ماز فاسد نہیں ہوتی ہے
 کما فی الفتح۔ والنہر۔ وقاضیجان۔ وخرانۃ المقین۔ والہندیۃ۔ ووجہ المکروسی
 والنخانیۃ۔ واخلاصۃ۔ وخرانۃ اکمل۔ والحدیۃ۔ والنفس ہندیۃ۔ والبرازیۃ۔

والغائبہ - والد المختار - ورد المختار - والذخیرۃ - والتأخرانیۃ - وخرانۃ الطایف

وشرح المینیۃ - وشرح الخجزریۃ - اور بہت مشائخ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے -

کذا فی الغائبہ - والبرازیۃ - والعالمگیریۃ - والنقشبندیۃ - وهو اعدل الاقوال

وهو المختار - کذا فی خزانۃ اھل - والکلئۃ - وجیز الکردوسی - والغائبۃ - والعالمگیریۃ

والبرازیۃ - والنقشبندیۃ - اور بعض کے نزدیک در صورت تغیر معنی کے ناز فاسد

ہو جاتی ہے - قول اول قول متاخرین کا ہے - اور قول دوم قول متقدمین کا -

شامی وغیرہ نے اگرچہ قول متقدمین کو درست کہا ہے اور قول متاخرین کو اوسع لکھ کر انجا

کہ دین میں حرج نہیں قول متاخرین کا جو اکثر مشائخ کا قول ہے مفتی یہ ہے اور قول

متقدمین پر فتویٰ نہیں - باقی دال مہملہ پڑھنے سے ضاد مجہ کی جگہ بر تقدیر تغیر معنی

کے با اتفاق متقدمین اور متاخرین ناز کا فاسد ہونا چاہیے کہ در میان دال مہملہ اور

ضاد مجہ کے تغیر متغیر نہیں اور در میان اوں کے تشابہ صوت نہیں جیسے طاع مہملہ پڑھنے

سے ضاد مہملہ کی جگہ در صورت تغیر معنی بالاتفاق ناز فاسد ہو جاتی ہے کافی النہر

وقاضیخان - والعالمگیریۃ - وشرح المینیۃ - ورد المختار - اور جیسا پڑھنے سے ضاد مجہ سے

مخرج طاعی مہملہ سے ناز فاسد ہو جاتی ہے چنانچہ محمد عیسیٰ نے رسالہ ضاد میں لکھا -

من تلفظ من مخرج الطاء المہملۃ تلف صلوۃ بلا شہتہ اذ لا اشتباہ بینہما ولا یصح المحی

جیئہ - اور شاید عموم بلوی اسمین سبب عدم تشابہ اور عدم تغیر معنی کا معتبر نہ ہو

مگر ممکن ہے کہ بہالت اسمین غدر ہو لیکن یہ عذر بعد علم کے مرتفع ہے - فتح القاری میں

مردوم ہے - وحاصل ہذا انکان الفصل بینہما بلا شقۃ کا لظا مع الصاد کا قرا لظا مع

انکان الصادحات تلف و انکان بشقۃ کا لظا مع الصاد مع اسمین انشاء

مع الظا قیل تلف وقال اکثرہم لا تلف اور نہ الفائق میں مسطور ہے -

وان غیر فان ان الفصل بین الحرفین من غیر شقۃ کا لظا مع الصاد کا لظا مع

مکان الصالحات تفرد عن الكل وان لم یکن الا بمشقة كالضاد والطاء اختلفا او اکثرهم
 لم یفردا۔ اور فتاویٰ قاضیخان مین مذکور ہے۔ وان ذکر حرفا مکان حرف وغیر
 المعنی فان لم یکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقة كالطاء مع الصاد فقر الطاحات
 مکان الصالحات تفرد صلوٰۃ عند الكل۔ وان کان لا یکن الفصل بین الحرفین
 الا بمشقة كالطاء مع الضاد والصاد مع السین والطاء مع التاء اختلف المشایخ
 فیه قال اکثرهم لا تفرد صلوٰۃ۔ اور خزائنہ المفتین مین مرقوم ہے۔ وان ذکر
 حرفا مکان حرف وغیر المعنی فان لم یکن الفصل بین الحرفین كالطاء مع الصاد فقر
 الطاحات مکان الصالحات تفرد صلوٰۃ وان کان لا یکن الفصل بین الحرفین الا
 بمشقة كالصاد مع الطاء والتاء بالسین والطاء مع التاء الا اکثرهم انه لم یفرد۔
 اور فتاویٰ عالمگیریہ مین مسطور ہے۔ وان غیر المعنی فان لم یکن الفصل بین الحرفین
 من غیر مشقة كالطاء مع الصاد فقر الطاحات مکان الصالحات تفرد صلوٰۃ عند الكل
 وان لم یکن لا یکن الفصل بین الحرفین الا بمشقة كالطاء مع الضاد والصاد مع السین الطاء
 مع التاء اختلف المشایخ قال اکثرهم لا تفرد صلوٰۃ۔ ہکذا فی فتاویٰ قاضیخان۔
 ولشیر من المشایخ اقواہ۔ قال القاضی الامام ابو الحسن۔ والقاضی الامام
 ابو عاصم ان تعفرت۔ وان جرى علی لسانہ او کان لا یعرف التیمیر لا یفرد وهو اعدل
 الا قایل والحقیر ہکذا فی البخیر للکرمی۔ اور خانہ۔ اور خلاصہ مین مذکور ہے
 الاصل فیما ذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی ان لم یکن الفصل بینہما بلا مشقة تفرد۔
 وان لم یکن الا بمشقة كالطاء مع الضاد والجمین والصاد مع السین لم یفرد۔ والتاء مع الطاء
 قال اکثرهم لا تفرد۔ اور خزائنہ اکمل۔ اور علیہ مین مرقوم ہے۔ قال القاضی
 ابو عاصم ان تعفرت۔ وان جرى علی لسانہ او لا یعرف التیمیر لا یفرد وهو الحقیر
 اور فتاویٰ شہجدیہ مین مذکور ہے۔ ان لم یکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقة

کا طائر مع الصاد فاذا قرر الطائحات مکان الصالحات فدرت صلواته وان كان
 لا یکن الفصل بین الحرفین المشتقة کا طائر مع الضاد والصاد مع السین والطائر
 مع التاء اختلف المشایخ فیه قال اکثرهم لا تقف - والیض فیه - ولذا لک اذا لم یکن
 بین الحرفین اتحاد الحزج ولا قرۃ الا ان فیه بلوی العامة نحو ان یاتی الذال سکان الضاد
 وان یاتی بالراء المحض مکان الذال وان طار مکان الضاد لا تقف صلواته عند بعض المشایخ
 اور فتاویٰ بزاز فیه من مسطور ہے - فان قرر غیر المضموب بالطاء او الضالین بالذال
 او الطائر قبل لا تقف لعموم البلوی فان العوام لا یعرفون مخارج الحروف ولشیر من المشایخ
 افتوا بہ واطلق البعض الفساد - قال القاضی ابو الحسن والقاضی ابو عاصم ان تعد
 فدرت وان جری علی لسانه او کان لا یعرف التیمز لا تقف ویوا عدل الا قوال وهو المختار
 اور عتاب فیه من مذکور ہے - ان قرر السیم مکان الضاد او قرر السیف مکان الضیف
 والساکنین مکان الصالحین او قرر المضموب بالطاء او الضالین بالطاء او بالذال
 قال بعضهم لا تقف لانه بلوی عام فان العوام لا یبیزون ولا یعرفون مخارج الحروف
 وتمام ابو القاسم ومحمد بن سلمہ ولشیر من المشایخ افتوا بہ وبعضهم قالوا ان تغیر المعنی تقف
 صلواتہ سبهم ابو طیح وعبد اللہ الجرجانی قال القاضی ابو الحسن والامام ابو عاصم ان تعد فی
 ذلک تقف وان جری علی لسانه او لا یعرف التیمز لا تقف وبذا عدل الا قایل وهو
 المختار اور در مختارین مسطور ہے - لم تقف مالم یتغیر المعنی الا بالمشق تميزه كالضاد
 والطاء قال اکثرهم لیس - اور در مختارین مرقوم ہے - وان كان الخطا وابدال
 حرف بحرف فان امكن الفصل بينهما بالاكلفة كالضاد مع الطاء بل ان قرر الطائحات مکان
 الصالحات فالتقوا علی انه تقف وان لم یکن المشتقة کا طائر مع الضاد والصاد
 مع السین قال اکثرهم علی عدم الفساد وعموم البلوی - اور ذخیرہ میں مرقوم ہے -
 ولذا لک اذا لم یکن بین الحرفین اتحاد فی الحزج ولا قرۃ الا ان فیه بلوی العوام

خصوصاً الجحم نحو ان یائی بالذال مکان الضاد او علی العکس او ان یائی بالراء المحض
 مکان الذال او بالطاء مکان الضاد لاقصد عند العامہ - تارخانہ میں مسطور ہے -
 او ا لم یکن بین الحرفین اتحاد المخرج ولا قرۃ الا ان فیہ بلوی العالم کالذال مکان الضاد
 او الراء المحض مکان الذال او الطاء مکان الضاد لاقصد عند بعض المشایخ - اور
 بھی تارخانہ میں ہے - و فی الخانیۃ لوقر الضالین بالطاء مکان الضاد او بالذال
 لاقصد صلوتہ - ولو قرأ الذالین نفساً او بالضاد مکان الطاء فالقیاس ان نفساً صلوتہ وہو
 قول عامۃ المشایخ واستحسن بعض مشائخنا وقالوا بعدم الفاء والضرورۃ فی حق العامۃ
 خصوصاً الجحم وبذا فی الحروف المتقاربات فی المخرج - اور خزائنہ الروایات میں مذکور ہے
 وقد قال بعض اصحابنا فی جمیع ہذا انہ لا یوجب فاء والصلوۃ لان العوام لا یقدرون
 ان یفصلوا بین الضاد والطاء والراء والذال السین والعین فی جمیع الاحوال کلہا
 ملوحت لوقع الناس فی خرج وضنک وخرج مدفوع عن ہذہ الامتہ وہو انما رغبہم -
 اور شرح منبہ کبیر میں مرقوم ہے - وان کان مخطیاً ببدال حرف بحرف فان الفصل
 بین الحرفین بلا کلفہ کا صداد و الطاء بان قرأ الطائحات مکان الصائحات فانفتحات
 انہ متقد وان لم یکن الا بمشتق کا الطاء مع الضاد والصاد مع السین والطاء
 مع التاء فقد اختلفوا فاکثر ہم علی عدم الفاء معوم البلوی - اور ملا علی
 قاری نے شرح مقابہ جزری میں لکھا - اور ان اقوال کو جو بلوی عالم علی صاحب
 نے شرح جزری سے نقل کیے رد کیا - اقول وفیہ خلاف الذیل ہے ہذا المعنی خلاصہ
 المرام ما ذکرہ ابن الہمام من ان الفصل انکان بلا مشتق کا الطاء مع الصاء کا طائحات
 مکان الصائحات تقدوا انکان بمشتق کا الطاء مع الضاد والصاد مع السین
 والطاء مع التاء تقدوا وقال الترمذی لاقصد - بالجملہ بڑھنے میں ایک حرف کو
 بجائے دوسرے حرف کے متقدمین نے بدون اس تفصیل کے کہ درمیان او سنکے

ماد مخج یا قرب مخج یا تعمس تمیز ہو یا نہ ہو در صورت تغیر معنی نماز کا فساد کہ ہے اور
 متاخرین نے تفصیل کی ہے کہ تعمس تمیز کی حالت میں اگرچہ معنی متغیر ہوں نماز
 سدا نہ ہوگی اور در حالت عدم تعمس تمیز کے اگر معنی متغیر بتغیر فاحش ہونگے نماز فساد
 کی پہلی صورت میں خلاف ہے متقدمین کا اور دوسری صورت میں اتفاق۔

ع القدیر میں مرقوم ہے۔ فلا یعتبر علی ہذا حکم ذکرہ ابو منصور الرازی فی الفصل بین المحرمین
 لہ فی عدم الفاد وثبوتہ ولا قرب المحایج وعدہ کما قال ابن مقاتل۔ اور

من روایات میں۔ منضوب۔ اور ضالین۔ اور الاما اضطر تم۔
 ورضلیل۔ وغیرہ الفاظ کو ساتھ ملائے مجھے کے پڑنے سے بجائے ضاد مجھے کے فساد نماز
 کو مذکور روایات بنا بر قول متقدمین ہیں اور علی ہذا القیاس حال ہے ان روایات کا
 میں دال مہملہ پڑنے سے ضاد مجھے کی جگہ عدم فساد نماز مذکور ہے۔ رد المحتار میں
 سطور ہے۔ واكثر الفروع المذكورة في الضاوی منسقة علیہ۔ یعنی اکثر مسائل فرعون
 مذکور فساد و بن میں ہیں نازل کئے گئے ہیں قول متقدمین پر۔ اب ہم ذکر کرتے

میں بعض جزئیات کو جنہیں تصریح ہے کہ بیان ضاد مجھے کی جگہ ظاے مجھے پڑنے سے
 اور ظاے مجھے کی جگہ ضاد مجھے پڑنے سے نماز میں فساد نہیں آتا ہے اور ضاد مجھے
 کی جگہ دال مہملہ پڑنے سے اور دال مہملہ کی جگہ ضاد مجھے پڑنے سے نماز میں فساد
 آتا ہے۔ مجموعہ سلطانی میں مرقوم ہے۔ فلول الضالین بزائر یا بہ ذال

یظا۔ ودر غیر المنضوب بجائے ضاد ظا ینخواہ نمازش تبادلو یا نہ جواب فی
 عن بہ کوشش راست نشو و کذا فی السراجیہ والتجسس المرید۔ اور

بنائزہ میں مرقوم ہے۔ فان قرأ غیر المنضوب بالظا او الضالین بالال

الانطا قبل لا فسد لعموم البلوی فان العوام لا یعرفون مخارج الحروف
 اکثر من المشایخ اقواء۔ اور ایسا ہی سطور ہے عتابہ میں۔ اور فساد

قاضی جان پر بھی قوم ہے۔ لو قرآن الضالین بانظار او بالذال لالتفہ صلوٰۃ ولو قرآن الدالین
بالذال التفہ صلوٰۃ۔ اور تشارخانیہ میں مذکور ہے۔ دنی انحایتہ لو قرآن الضالین بانظار مکان
الضاد او بالذال لالتفہ صلوٰۃ ولو قرآن الدالین التفہ۔ اور خلاصۃ الفتاویٰ میں مذکور ہے۔
ولو قرآن الطالین بانظار او بالذال او بالراء لالتفہ۔ فائدہ شائع مینہ نے قاضی جان کے کلام سمجھنے
میں غلطی کی ہے کہ ذال سمجھ کو ذال مہملہ اور ذال مہملہ کو ذال معجمہ خیال کیا ہے اور علی قاری شرح
مقدمہ حرمی میں اور سکاقتنی ہے۔ اور شرح صغیر مینہ میں ہے۔ خضر بالذال المہملہ او المعجمہ
مکان الضاد التفہ۔ فتاویٰ قاضی جان میں ہے۔ من فضیل اللہ قرآن بانظار لالتفہ صلوٰۃ
قالوا انما ضلنا قرآن بانظار طلائنا لالتفہ صلوٰۃ۔ وجوہ یومئذ ناضرہ قرآن بانظار ناظرۃ الی رہما
ناظرۃ قرآن بانظار ناضرۃ لالتفہ صلوٰۃ۔ لو قرآن لفظیہم الکفار بانظار او لیسخند بالذال
لالتفہ صلوٰۃ۔ ولو قرآن قل موتوا بجلتکم بالضاد لالتفہ صلوٰۃ۔ ولو قرآن الا عن موعده
وعده ایاہ قرآن بالذال موعده او قرآن بانظار موعده التفہ صلوٰۃ۔ ولو قرآن للعبد بالذال
او بانظار التفہ صلوٰۃ۔ ولو قرآن بل الساعۃ موعدهم۔ موعدهم۔ بالذال۔ او موعدهم بانظار
او قرآن موعدهم بانظار التفہ صلوٰۃ فی الوجہ کلہا۔ یہ روایات یہی بنا بر قول متقدمین نہیں
اور مفتی بہ قول متاخرین ہے کہ ضاد معجمہ کی جگہ نطائے معجمہ پڑھنے سے بدون تعدد کے بقصا
او اسے ضاد معجمہ کے باوجود غیر فاحش معنی کے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے جیسا کہ اوپر محقق
ہوا واد یہی ہی میں لیا دلی صراط مستقیم و ہوا علم باصحح و المستقیم فقط
الحکم المذکور یہ سادہ تافہ اور عجائز الیعد من تہ انک نہ جناب اعلم علماء الکرام افضل فضلاء
اعظام۔ ابجد نوی سید امداد العلوی صاحب بہادر سی ایس ایم ٹی کلکتہ ضلع مراد آباد
سلہ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔

